عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۶ تا ۱۳ / رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ / جون ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۲۳

مسرفانہ تقریبات اور مسلمان!

توہین نہیں تنقید...

گستاخانِ رسول کی نئی منطق!

اُٹھ! باندھ کمر...

پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی رفعتِ شان

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

سفری ضرورت کے لئے سونا پہننا

شاکر جعفری، ساؤتھ کوریا

س:..... میں جنوبی کوریا میں چند دوستوں کے ساتھ مقیم ہوں، یہاں میرے کچھ دوست زیورات مثلاً سونا چاندی وغیرہ پہنتے ہیں، میں نے انہیں منع کیا ہے کہ اسلام مرد کو زیور پہننے کی اجازت نہیں دیتا، لیکن ان کا موقف ہے کہ ہم سفر میں ہیں اور رقم جیب میں نہیں رکھ سکتے، اس لئے مجبوراً یہ عمل کرتے ہیں، براہ کرم وضاحت فرمادیں؟

ج:..... اسلام میں مردوں کو سونا پہننے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے اور جو مرد دنیا میں سونا پہنتے ہیں وہ جنت میں سونے کے زیورات کے اعزاز سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کا زیور دیکھا تو فرمایا کہ اس نے ہاتھ میں جہنم کا انگارہ اٹھا رکھا ہے۔

ہاں البتہ سفری ضرورت کے لئے... جیسے کہ آپ کے دوست کہتے ہیں... مرد کو مطلقاً سفر و حضر میں ساڑھے چار ماشے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ سفری ضرورت کے لئے آج کل سونا پہننے کا عذر تراشنا، یوں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ اب تو بینک کے اے ٹی ایم کارڈ آگئے ہیں، جب اور جہاں چاہیں اس کی مدد سے بینک سے رقم نکلوائی جاسکتی ہے، اور یہ کارڈ اس طرح محفوظ بھی ہیں کہ ان پر ڈاکا وغیرہ نہیں ڈالا جاسکتا جبکہ سونے کے زیور کو کوئی ڈاکو چھین بھی سکتا ہے، تو ایک محفوظ اور جائز ذریعہ کو چھوڑ کر ایک غیر محفوظ اور ناجائز چیز کو اختیار کرنا کون سی عقل مندی ہے؟

بیوی کی طلاق کی دھمکی

ذیشان احمد، راولپنڈی

س:..... میری بیوی نے غصے میں مجھ سے کہا کہ ”اگر آپ نے فلاں کام کیا تو میری طرف سے میں آپ پر طلاق ہوں“ اب تک میں نے وہ کام نہیں کیا ہے، اگر کرلوں تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

ج:..... بیوی کے اس طرح کہنے اور آپ کے اس ممنوعہ کام کے کرنے پر آپ کی بیوی پر طلاق نہیں ہوگی، کیونکہ حق طلاق شوہر کو حاصل ہے، نہ کہ بیوی کو۔ لہٰذا آپ کو بیوی کی اس دھمکی سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے، یہ دوسری بات ہے کہ اگر آپ کی بیوی نے آپ کو کسی غیر شرعی کام سے روکا ہے تو آپ ضرور اس کی پابندی کریں، مگر طلاق کے خوف سے، ڈر کر نہیں، اللہ کے خوف سے ڈر کر کریں، خدا کرے کہ آپ اللہ سے نہیں تو بیوی سے ڈر کر ہی دین و شریعت کی پابندی کے عادی اور خوگر بن جائیں۔

زنا کی تعریف اور اس کی قسمیں!

محمد جان احمد، راولپنڈی

س:..... زنا سے کیا مراد ہے؟ زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

ج:..... زنا کے معنی یہ ہیں کہ اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی غیر منکوحہ سے بدکاری کرنا، اگر یہ فعل بد مرد و عورت دونوں کی رضامندی سے ہو تو یہ زنا بالرضا ہے، اور اگر اس میں خاتون کی مرضی شامل نہ ہو تو یہ زنا بالجبر ہوگا۔ زنا کی دونوں قسمیں گھناؤنی ہیں، اور دونوں صورتوں میں مرد کو سزا دی جائے گی، البتہ اگر دلائل، شواہد اور قرائن سے ثابت ہوجائے کہ عورت کے ساتھ زبردستی ایسا کیا گیا ہے تو عورت کو زنا کی سزا نہیں ملے گی، مرد بہر حال زنا کی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مقلس

جلد:۳۰ ۶ تا ۱۳ ر رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ر جون ۲۰۱۱ء شمارہ:۲۲

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پاکستان اور سعودی عرب میں غلط فہمیاں......	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
توہین نہیں، تنقید!.....	۷	محمد متین خالد
پیغمبر اعظمؐ کے اصحابؓ کی رفعت شان	۱۱	مولانا حبیب الرحمن اعظمی
مسرفانہ تقریبات اور مسلمان!	۱۳	مولانا شمس الحق ندوی
اچھے لوگوں کی صحبت اور اس کے اثرات (آخری قسط)	۱۵	مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
اُٹھ! باندھ کمر کیا بیٹھا ہے!	۱۹	مولانا محمد حذیفہ وستانوی
ختم نبوت تقریری مقابلہ	۲۱	مولانا توصیف احمد
قادیانی سوالات اور ان کے جوابات (۳)	۲۵	مولانا غلام رسول دین پوری
اُن مسلمانوں کے نام جو محبت رسول کا دم بھرتے ہیں	۲۷	مولانا محمد اکرم طوفانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۹۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جہنم کے احوال

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جہنم کے حالات

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کو لایا جائے گا اس دن اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۱)

جہنم سے ایک گردن نکلے گی

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دوزخ سے آگ کی ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھ رہی ہوں گی، دو کان ہوں گے جو سن رہے ہوں گے، اور ایک زبان ہوگی جو بول رہی ہوگی، وہ کہے گی کہ: مجھے تین (قسم کے) شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے: ہر سرکش ضدی پر، ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود پکارے، اور تصویر بنانے والوں پر۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۱)

جہنم کی گہرائی

''حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمارے اس منبر پر یعنی بصرہ کی جامع مسجد کے منبر پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا کہ: ایک بڑی چٹان جہنم کی منڈیر سے ڈالی جائے اور وہ جہنم میں ستر برس گرتی رہے تب بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گی۔ اور حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: دوزخ کا ذکر بہ کثرت کیا کرو، کیونکہ اس کی گرمی بہت شدید ہے، اس کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۱)

جہنم میں آگ کا پہاڑ

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (قرآن کریم میں جو ہے: ''سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا'' یعنی ''عنقریب ہم چڑھائیں گے اس کافر کو چڑھائی پر'' اس لفظ ''صعود'' کی تفسیر کرتے ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: صعود آگ کا پہاڑ ہے، جس پر ستر برس تک کافر چڑھتا رہے گا، پھر گر جائے گا، (پھر ستر سال تک چڑھتا رہے گا، پھر گر جائے گا) اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہے گا۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۱)

☆☆......☆☆

تین شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور تین مبغوض

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین شخص ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اور تین ایسے ہیں جن کو مبغوض رکھتے ہیں، وہ تین شخص جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں: ان میں ایک شخص تو وہ ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت کے پاس گیا، اس نے ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کچھ مانگا، کسی قرابت اور رشتے کی بنیاد پر نہیں مانگا، لیکن ان لوگوں نے اس کو کچھ نہ دیا، ان کی جماعت میں سے ایک شخص اُٹھا اور اس نے الگ لے جاکر سائل کو پوشیدہ طور پر دے دیا کہ اس کے عطیہ کا اللہ تعالیٰ کے سوا اور اس شخص کے سوا جس کو دیا، کسی کو علم نہیں ہوا (تو یہ دینے والا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے)۔ دُوسرا وہ شخص جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک قوم ساری رات سفر میں چلتی رہی، یہاں تک کہ (جب وہ لوگ تھک کر چور ہوگئے اور نیند کا ان پر ایسا غلبہ ہوا کہ نیند ان کو اس کے مقابلے میں تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھی تو انہوں نے سر رکھ دیئے اور سو رہے، ان میں سے ایک شخص (سونے کے بجائے نماز تہجد کے لئے) کھڑا ہوگیا، (حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ:) وہ میرے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اور میری آیات کی تلاوت کرتا ہے (پس یہ دُوسرا شخص ہے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے)۔ اور تیسرا وہ آدمی جو کسی مجاہد دستے میں تھا، دُشمن سے مقابلہ ہوا تو سب لوگ پسپا ہوگئے، لیکن یہ شخص سینہ تان کر آگے بڑھتا رہا، یہاں تک کہ یہ شہید ہوجائے یا اس کی فتح ہوجائے۔ اور تین شخص جن کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتے ہیں وہ یہ ہیں: بڈھا زانی، متکبر فقیر اور وہ مال دار جو کسی کا حق مارے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۱)

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفی

پاکستان اور سعودی عرب میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

پیارا ملک پاکستان ایک عرصہ سے مسائلستان کا منظر پیش کر رہا ہے۔ پانی، بجلی، گیس کی قلت، روزمرہ گھریلو استعمال کی اشیاء کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ اور گرانی، امن وامان مفقود، قتل وغارت گری عام، آئے دن پاکستانی قوم پر ڈرون حملے، سیکورٹی فورسز کی گاڑیوں اور علاقوں پر بم حملے اور اس پر مستزاد یہ کہ ملکی سلامتی کے ضامن اداروں کے مورال اور قومی وقار کا مجروح کیا جانا، یہ سب وہ مسائل ہیں جن سے ہمارا ملک دوچار ہے۔

یوں لگتا ہے کہ شاید اس ملک کا کوئی نظام اور نگہبان نہیں، جن افراد اور اداروں کا یہ فرض منصبی اور ذمہ داری ہے کہ اس ملک کو دشمنوں کی یلغار سے محفوظ اور ملک وقوم کی حفاظت کریں، شاید انہیں فرصت ہی نہیں کہ وہ اس بارہ میں سوچیں اور غور وفکر کرکے کوئی متعین، واضح اور غیر مبہم پالیسی وضع کریں اور ملک وقوم کو اعتماد میں لے کر اس پر عمل درآمد کریں۔

اب تو حال یہ ہے کہ پاکستانی قوم لاوارثوں کی طرح زندگی گزار رہی ہے، کوئی اسے قتل کر دیتا ہے، کوئی اسے مال ومتاع سے محروم کر دیتا ہے، کوئی اسے اٹھا کر غائب کر دیتا ہے، کوئی ایک پرچی بھیج کر من چاہی رقم کا مطالبہ کر دیتا ہے، کوئی ان پر بموں سے حملہ کر دیتا ہے تو کوئی ڈرون طیاروں سے بم برسا کر اسے بھسم کر دیتا ہے، نہ کرنے والے کو کوئی ڈر یا خوف ہے اور نہ ان ایذاؤں کو برداشت کرنے والی پاکستانی قوم کو کسی پر اعتماد و بھروسہ ہے کہ وہ فریاد کرے تو کس سے کرے؟

اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے تخلیق پاکستان کا مقصد بھلا دیا ہے۔ ایک ملک اور ایک قوم بننے کی بجائے صوبائیت، لسانیت، قومیت میں تقسیم ہو کر پارٹیوں، جماعتوں، قبیلوں اور اپنے مسلک ومشرب کے خول میں بند ہو کر انہیں چیزوں کی ترقی وبلندی میں اپنی ترقی وکامیابی کا راز سمجھنے لگے، جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہم سب پاکستانی ہونے کے باوجود ہمارے درمیان ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مادہ ختم ہو گیا، ہم افتراق وانتشار کا شکار ہو گئے اور ہماری قومی قوت وطاقت اختلاف وجدال کی بھینٹ چڑھ گئی اور ہمارا دشمن ہماری ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ہم سب کو ایک قوم سمجھ کر مار رہا ہے۔

اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ پاکستان اور پاکستانی قوم کے محسن اور ہر مشکل گھڑی میں ہمارا ساتھ دینے والے ملک کا سفارت خانہ اور ان کا عملہ بھی ملک میں موجود دہشت گردوں سے محفوظ نہیں۔ ڈیفنس اور کلفٹن، یہ وہ علاقے ہیں جہاں ہر وقت سیکورٹی سخت اور الرٹ رہتی ہے، اس کے باوجود موٹر سائیکلوں پر سوار دہشت گرد علی الصبح سعودی عرب کے سفارت خانے کے معزز اہلکار کو گولیوں سے شہید کرکے فرار ہو گئے۔ اس سے بڑی احسان فراموشی اور

محسن کشی کیا ہوسکتی ہے؟

حالانکہ سعودی عرب کے حکمران اور فرمانروا حرمین شریفین کی خدمت اور دنیا بھر سے آنے والے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کو جو سہولیات اور آسانیاں بہم پہنچارہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اسی طرح ہمارے پاکستانی بھائی جو سعودی عرب میں روزگار کے حصول کے لئے گئے ہوئے ہیں اور اپنے ملک کو لاکھوں، کروڑوں روپے کا زرمبادلہ مہیا کررہے ہیں۔ ظاہر ہے اس کا سبب اور ذریعہ بھی تو سعودی عرب اور اس کے حکمران ہی ہیں۔ اگر آج یہ تمام پاکستانیوں کو ملک بدر کردیں تو بتایا جائے کہ ہمارے ملک کا کیا حال ہوگا؟

اس سنگین واقعہ پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۷؍مئی ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں اداریہ کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے، جو ہمارے دل کی آواز ہے۔ ملاحظہ ہو:

"کراچی کے علاقے ڈیفنس خیابان شہباز میں سعودی قونصلیٹ کی گاڑی پر نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ کے نتیجے میں ایک سعودی سفارت کار جاں بحق ہوگیا۔ سعودی سفارت کار حسن القحطانی پیر کی صبح اپنی رہائش گاہ سے قونصلیٹ آرہے تھے کہ ایک ٹریفک سگنل بند ہونے کی وجہ سے ان کی گاڑی رک گئی، جہاں پر دو موٹر سائیکلوں پر سوار چار نامعلوم افراد نے ان کی گاڑی پر اندھادھند فائرنگ کردی۔ گزشتہ ہفتے کراچی میں سعودی قونصلیٹ پر دستی بموں سے حملہ کیا گیا تھا، جس میں کوئی جانی نقصان تو نہیں ہوا، البتہ عمارت کی دیواروں کو نقصان پہنچا تھا۔ آج وطن عزیز بہت سے بحرانوں میں مبتلا ہے۔ قومی اتحاد، یکجہتی و ہم آہنگی کی ایسی صورت حال میں اشد ضرورت ہے۔ ہم عالمی سطح پر تنہائی کا شکار ہورہے ہیں۔ ایسے میں صرف چند ممالک پاکستان کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے ہیں جن میں سعودی عرب سرفہرست اور قابل ذکر ہے۔ کچھ ملکی و غیر ملکی عناصر اپنے مذموم مقاصد کی بجاآوری کے لئے پاکستان، سعودی عرب برادر اسلامی ممالک کے درمیان غلط فہمیاں، اختلافات اور نفرتیں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے لاہور کراچی اور اسلام آباد میں سعودی عرب کے خلاف چاکنگ کی گئی ہے۔ پولیس اور رحمن ملک کی آئی بی کیا سورہی ہے؟ چاکنگ کروانے اور پمفلٹ تقسیم کرنے والوں پر ہاتھ ڈالنا مشکل نہیں تھا۔ متعلقہ اداروں کی غفلت کی وجہ سے کراچی میں دو واقعات ہوگئے، جن کے پاک سعودیہ تعلقات پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ذمہ داروں کو فوری طور پر گرفتار کرکے کٹہرے میں لاکھڑا کیا جائے اور سعودی حکومت کو تمام تر معاملات سے آگاہ رکھا جائے، تاکہ دوست اسلامی ممالک کے مابین غلط فہمیاں جنم نہ لے سکیں۔"

حکومت پاکستان کو چاہئے کہ جہاں جہاں جن اداروں اور جن افراد سے کوتاہیاں ہوئی ہیں، ان سے کہا جائے کہ اپنی ان کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور کریں اور جہاں نااہل افراد اگر اہم مناصب پر براجمان ہوگئے ہیں تو انہیں ان مناصب سے ہٹا کر محب وطن اور اہل افراد کو متعین کیا جائے۔

مزید یہ کہ ذمہ دار افراد صاف گوئی سے کام لیں، ہر معاملے میں سچ کو چھپا کر جھوٹ سے کام لیا جانا ہمیشہ قوموں کے لئے تباہی و بربادی کا ذریعہ بنتا ہے۔ ہمارے ہاں کسی واقعہ کے بارہ میں اولاً تو قوم کو کچھ بتایا ہی نہیں جاتا اور اگر بتایا جاتا ہے تو بالکل حالات کے برعکس بتایا جاتا ہے، جس سے قوم کے اعتماد میں بے یقینی کا پایا جانا ایک فطری بات ہے۔

خدارا! قومی اداروں کے ذمہ داران اس بات کا خیال رکھیں اور ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں پاکستانی قوم کے مزاج کے مطابق پالیسی وضع کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک و قوم کو دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

توہین نہیں، تنقید!

گستاخانِ رسول کی نئی منطق!

محمد متین خالد

بعض نام نہاد دانشوروں کا کہنا ہے کہ حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں کرنی چاہیے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید ہوسکتی ہے۔ لہٰذا توہین اور تنقید کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کا عقیدہ ایک ایسے سنگین گناہ کی جسارت ہے جس سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ راجپال کی معنوی اولاد اور سلمان رشدی کے مقلدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف جس اعتبار سے کروایا ہے، اگر ان میں سے کسی ایک بات پر بھی دل و دماغ سے یقین نہ کیا جائے تو آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ قرآن مجید سے حکمت و دانائی کے جو عملی پہلو لیے جاسکتے ہیں، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے بغیر وہ کبھی حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ قرآن مجید میں 40 مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول ہیں۔ شارح اور شارع ہونے کے ساتھ ساتھ مطاع بھی ہیں اور مطمع نظر بھی۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے، بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے قاضی القضاء ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ چیلنج تو بڑی دور کی بات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فیصلے سے کسی مسلمان کے دل میں ملال پیدا ہونے سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایسے حاکم اور فیصل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے پہلے اور بعد میں بھی کسی کو رتی برابر رائے زنی کی اجازت نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کائنات میں کوئی ایسا مستحق نہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد تعظیم وتوقیر کا استحقاق رکھتا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان جامعیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور تمام رسولانِ عظام کے اوصاف و محاسن، فضائل و شمائل اور کمالات و معجزات کا بھرپور مجموعہ اور حسین مرقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں، رسولوں اور ساری اولاد آدم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل عالیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھر دیے تھے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ذریت آدم کے حسن و جمال، اوصاف و خصائل، تعریفوں، خوبیوں، صفتوں، بھلائیوں، نیکیوں، کمالوں، ہنروں، خلقتوں اور پاکیزہ سیرتوں کے مجموعہ ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کا جوشِ تبلیغ، لوط علیہ السلام کی حکمت، صالح علیہ السلام کی فصاحت، ابراہیم علیہ السلام کا ولولۂ توحید، اسماعیل علیہ السلام کی جاں نثاری، اسحاق علیہ السلام کی رضا، یعقوب علیہ السلام کا گریہ و بکا، ایوب علیہ السلام کا صبر، لقمان علیہ السلام کا شکر، یونس علیہ السلام کی انابت، دانیال علیہ السلام کی محبت، یوسف علیہ السلام کا حسن، موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی، یوشع علیہ السلام کی سالاری، داؤد علیہ السلام کا ترنم، سلیمان علیہ السلام کا اقتدار، الیاس علیہ السلام کا وقار، زکریا علیہ السلام کی مناجات، یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد و اعجاز مسیحائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے بلکہ یوں کہیے کہ پوری کائنات کی ہمہ گیر سچائی اور ہر ہر خوبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں سمائی ہوئی ہے۔

کسی اہل دل شاعر نے کیا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے:

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے اور وہ اسے اپنے لیے باعث فخر اور موجب نجات سمجھتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اس حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے کہ ایک ایسا انسان ہی صاحب قرآن ہونے کے شرف کا مستحق و متحمل ہوسکتا تھا جس کے کردار کی بلندی اور دل کی پختگی کی کرۂ ارض پر اور کوئی مثال نہ ملتی ہو۔ اور ظاہر ہے کہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت نافذِ قرآن کی بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے قرآن کی روح کو من وعن منطبق و نافذ کر کے اپنے آپ کو بہترین اور کامل رہبر کے طور پر بھی ثابت کیا۔ اور یہی وہ دراصل مشکل ترین مرحلہ تھا

جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ تمام و کمال سرخرو ہوئے اور جہاں خداوند ذوالجلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعتبار اور اعزاز بخشا کہ "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔" (التغابن: 12، محمد: 33، النور: 54، المائدہ: 92، النساء: 59) بلکہ من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (النساء: 80) یعنی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی کو اللہ کی اطاعت قرار دیا، کیونکہ وما ینطق عن الھویٰ o ان ھو الا وحی یوحیٰ وہ خود سے کچھ نہیں کہتے بلکہ جو ان کو وحی کیا گیا ہے، اسی کی تبلیغ کرتے ہیں۔ (النجم: 3، 4)

مندرجہ بالا دو تصریحات سے یہ بات علی وجہ البصیرت واضح ہو جاتی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ذاتی کردار کے حوالے سے اپنی معراج پر فائز ہیں بلکہ اپنی سیاسی حیثیت میں بھی افضل ترین ہیں۔ ان ہر دو حیثیتوں میں ان کا احترام کس قدر لازم ہے، خود قرآن حکیم نے اس کے پیرائے مقرر کر دیے ہیں۔ سورہ الحجرات کی اولین آیات ہی میں حکم ہوتا ہے۔ "یاایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ" اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پہل نہ کرو (الحجرات: 1) اس سے اگلی دو آیات اس باب میں حرف آخر ہیں جس میں بہت بڑی وارننگ بھی دے دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون" اے ایمان والو، اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو، اور نہ ان سے اونچی آواز میں بات کرو جیسا کہ تم آپس میں بات کرتے وقت کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمھارے اب تک کے اعمال اس طرح ضائع ہو جائیں کہ تمھیں احساس تک نہ ہو۔ (الحجرات: 2) اسی سورہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زندگی کے باقی معاملات میں کس طرح رہنا ہے اور حتیٰ کہ جب کوئی ان کے دروازے پر آئے تو کون سے آداب ملحوظ خاطر رکھے۔ کیونکہ یہ وہ بارگاہ سیادت پناہ ہے جہاں دوسری تمام سیادتوں کے پر جل جاتے ہیں، جہاں قوموں کے سرداروں اور ملکوں کے سلاطین، سلطانی و سرداری کی قبائیں بہت دور تک چھوڑ کر سر کے بل آتے ہیں، جہاں کج کلاہیاں ایک ایک نگاہ پر نثار ہوتی ہیں، جہاں خسروی اپنا انداز خرام بھول جاتی ہے۔ مذکورہ ارشادات میں حکمت تو یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حیثیت ان کی طبعی زندگی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ تا ابد قائم ہے اور یہی احترام ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے گا۔ بخاری شریف کی بیان کردہ حدیث مبارکہ میں روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام کے انسانی شکل میں دربار نبوت میں حاضر ہونے کا ذکر ہے۔ جبرئیل علیہ السلام خاموشی سے آتے ہیں اور آپ ﷺ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حاضرین کو ان کے اس طرح باادب طریقے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنے والا کوئی معمولی اور ان پڑھ نہیں جو پوچھے گئے سوالوں کے جوابات کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس واقعہ سے یہ سبق دینا بھی مقصود تھا کہ دربار نبوت میں بیٹھنے اور بات کرنے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتا ہے کہ اس نے براہ راست تخاطب کے حوالے سے ایک دفعہ بھی حضور نبی اکرم ﷺ کا نام لے کر آپ ﷺ کو نہیں پکارا، بلکہ جہاں کہیں مخاطب کیا ہے تو عزت و تکریم کے کسی صیغے ہی سے آواز دی ہے کہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک...... یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین...... یا پھر محبت سے "یا ایھا المزمل" اور "یاایھا المدثر" کہہ کر پکارا ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اولوالعزم انبیا کو جگہ جگہ ان کا اصل نام اور اسم سے پکارا گیا ہے۔ جیسے "یاآدم اسکن انت و زوجک الجنۃ" "فلک بیمینک یا موسیٰ" "یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ" "یا زکریا انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحییٰ" "یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ" "یانوح اھبط بسلام" "یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ" اس طریق تخاطب کے مطابق چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بھی "یامحمداً، یااحمد" کہہ کر پکارتا، مگر اللہ تعالیٰ کو اس درجہ آپ ﷺ کا احترام سکھانا مقصود تھا کہ تمام قرآن مجید میں ایک جگہ بھی آپ ﷺ کو نام لے کر مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ تعظیم و تکریم پر مبنی خوبصورت اور بہترین القابات پر مشتمل ناموں ہی سے آپ ﷺ کو پکارا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ہر ایک انسان کا رفیق اور قرین بنایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے کہ میں اس کے شر سے محفوظ و مامون رہتا ہوں۔ (صحیح مسلم) ابن ابی سرح کے واقعہ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ایک انصاری نے کہا تھا۔ "ھلا اومات الی" آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ فرمادیا تو نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرے۔ (صحیح مسلم) حالانکہ دز دیدہ نگاہی ظاہر کا باطن کے خلاف نہایت خفیف اور معمولی سا عمل ہوتا ہے۔ جب ایسا معمولی سا فعل بھی نبی کریم ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے تو پھر آپ ﷺ پر تنقید کیسی؟ منکرین عصمت رسول کی کور ذوقی اور سیاہ بختی دیکھیے کہ وہ چاند پر تھوکتے نہیں شرماتے۔

نبی حسن الوہیت کا آئینہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص انعام کی ابتداء انبیاء سے ہوتی ہے۔ نبی

اپنے علم، عمل اور اخلاق کے اعتبار سے بلکہ جسمانی اور روحانی اعتبار سے ساری کائنات سے بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہ رفعت اور بلندی عطا فرماتا ہے جو کائنات میں کسی اور کے لیے متصور نہیں ہوتی۔ حضور نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو سردار الانبیاء ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا: ورفعنا لک ذکرک (الانشراح:4) یعنی اے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو عزت وتکریم کے حوالے سے اس قدر رفعت عطا کی ہے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بھی آپ کے لیے بلند فرمایا۔ فقہا نے لکھا ہے کہ سب نبیوں کی نبوت حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی مرہون منت ہے۔ اگر نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر کوئی نقص آ جائے تو تمام نبیوں کی نبوت باطل ہو جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر کوئی مسلمان دلیل طلب نہیں کرسکتا، اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر بھی کوئی مسلمان دلیل طلب نہیں کرسکتا۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ کوئی دلیل طلب کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور کوئی دلیل طلب کیے بغیر حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرے۔ قبل از نبوت اور بعد از نبوت آپ ﷺ کی پوری زندگی معصوم عن الخطا پر مبنی ہے۔ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس پر اعتراض کیا جاسکے۔ تنقید اس پر ہوتی ہے جس میں کوئی بشری کمزوری ہو یا وہ غلطی کرتا ہو، یا وہ گنہگار ہو اور ایسے شخص کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے کہتے ہیں۔ نبی عام بشری کمزوریوں سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ نبی بشر ضرور ہوتا ہے مگر وہ بے عیب بشر ہوتا ہے۔ نبی عبد ضرور ہوتا ہے مگر ایسا عبد ہوتا ہے جو تمام عباد اللہ میں سب سے ممتاز، افضل اور اعلیٰ ترین ہوتا ہے بلکہ وہ ایک ایسا عبد ہوتا ہے کہ جو اللہ اور عباد اللہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔

نبوت و رسالت سراسر وہبی چیز ہے اس میں ادنیٰ سی خامی بھی نہیں پائی جاتی۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اس عطا میں شک کرے اور کہے کہ نبی میں کوئی نقص ہوسکتا ہے اور اس پر تنقید ہوسکتی ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا تمسخر اور نبوت و رسالت کی تکذیب وتضحیک کی۔ نبی کی معصومیت کا خود خدا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ نبی اس لیے معصوم عن الخطاء ہوتا ہے کہ اس کا کوئی قول ایسا نہیں ہوتا جو وحی الٰہی سے باہر ہو اور کوئی فعل ایسا نہیں ہوتا جو مرضی خدا کے خلاف ہو۔ جید علماء کرام اور فقہاء حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا عقیدہ (کہ نبی ﷺ پر تنقید ہوسکتی ہے) کفر وشرک، ارتداد اور اسلام سے انحراف ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا جان و مال مباح ہے۔ ایسے ملعون شخص سے بیزاری ضروری ہے۔

کوئی ایسا لفظ جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی یا بے ادبی کا شائبہ بھی پایا جائے، اس کا استعمال حرام ہے۔ آپ ﷺ کی 63 سالہ زندگی ہر قسم کے عیب ونقص سے مبرا و منزہ ہے۔ اس لیے منصب نبوت ہر قسم کی تنقید سے بلند و بالا ہے۔ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ سید الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ پر کسی بھی قسم کی تنقید "توہین رسالت" ہی کے زمرے میں آتی ہے، امت کے جلیل القدر علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، یہ دانشور اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرلیں تو انہیں گستاخان رسول کے دائرہ اثر سے نکلنے کا موقع مل جائے گا، علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول" علامہ ابن الطلاع اندلسی کی تالیف "اقضیۃ الرسول" مشہور حنفی عالم، علامہ زین العابدین شامی کی "تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام خیر الانام" اور علامہ ابن تیمیہ کی شہرہ آفاق تصنیف "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" اس موضوع پر ایسی کتابیں ہیں جنہوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور سب اس پر متفق ہیں کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں کسی بھی قسم کی تنقید کی سزا موت اور قتل ہے۔

بقول مولانا محمد احمد حافظ: "اہل مغرب جب بھی ذات رسالت مآب ﷺ پر تنقید کرتے ہیں تو اس سے ان کا مقصود سوائے تنقیص اور توہین کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی معاند تنقید اس لیے نہیں کرے گا کہ اس سے حضرت محمد ﷺ کا مرتبہ بلند ہو، مستشرقین کی ساری تنقید پڑھ لیجیے، ان کے پیش کردہ اعتراضات کا مطالعہ کرلیجیے، ان تمام کے پیچھے واضح طور پر یہ جذبہ کارفرما نظر آئے گا کہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو مورد تنقید بنا کر نعوذ باللہ آپ کے روئے زیبا کو داغ دار کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ دینی عقائد، احکام، اعمال اور آپ کی ذات گرامی پر تنقید کو اس لیے برداشت نہیں کرے گا کہ اس کا کوئی علمی پیرایہ ہے..... بھلا حضور نبی کریم ﷺ پر تنقید کا معاذ اللہ کوئی علمی پیرایہ بھی ہوسکتا ہے؟..... ذرا تصور کیجیے کہ ایک ادنیٰ مسلمان کے سامنے بھی کوئی بھاری بھرکم علمی شخصیت اپنے علم ومطالعہ کے زور پر آنحضرت ﷺ پر اعتراضات اٹھائے تو اس کا ردعمل کیا ہوگا؟ یقینی طور پر اس کی پہلی کوشش اس ناہنجار کو تہ تیغ کرنے کی ہی ہوگی۔ ذات رسالت مآب ﷺ پر تنقید کو برداشت کرنا قرآنی منشاء کے بھی خلاف ہے۔ جب سورۂ بقرہ آیت 104 میں اہل ایمان کو مخاطب کرکے تمام لوگوں کو بتا دیا گیا کہ آپ ﷺ کے سامنے (لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا) "راعنا" نہیں بولنا بلکہ "انظرنا" کہو

کر آپ سے درخواست کرنی ہے اور سمع و طاقت کا مظاہرہ کرنا ہے، تو اس کا مطلب یہی ہے کہ بے ادبی اور بے اکرامی کے ادنیٰ شائبے کو بھی رد کر دیا گیا ہے۔ تیسری بات یہ کہ ”مسلمان تنقید کو برداشت کرتا ہے“ سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نقد و نظر کی میزان میں رکھی جا سکتی ہے؟...... قطعاً نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تنقیدی پیمانوں میں رکھے جانے سے ماورا ہے۔ تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ کسی شخص نے آپ ﷺ کو نعوذ باللہ گالی دی نہ برا بھلا کہا محض کسی سنت عمل پر اپنی طبعی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تب بھی اس پر تلوار سونت لی گئی۔ الامام المجاہد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا معروف واقعہ ہے کہ دوران درس ایک حدیث شریف آئی جس میں تھا کہ آنحضرت ﷺ کو سبزیوں میں کدو بہت پسند تھا، قریب بیٹھے کسی شخص نے کہا ”مجھے تو پسند نہیں“ (مقصود آپ ﷺ کی توہین نہ تھا) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فوراً طیش میں آ گئے۔ مسند کے پاس رکھی اپنی تلوار نکالی اور کہا ”ابھی اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ تیرا سر اڑاتا ہوں......“ اس ردعمل کو کیا نام دیا جائے گا......؟ بلاشبہ علماء امت نے مستشرقین اور دیگر ملاحدہ وزنادقہ کی تنقیدات کا عالمانہ اسلوب میں جواب دیا ہے تاکہ عامۃ الناس کو معاندین کی فریب کاریوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ لیکن اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ علمیت بگھارنے کے نام پر ذات رسالت مآب ﷺ پر تنقید کی نہ صرف کھلی چھوٹ دے دی جائے اور اسے ٹھنڈے پیٹوں ہضم بھی کیا جاتا رہے۔ اگر برداشت کے نام پر تنقید کو روا تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہر دشمن رسول تنقید کی آڑ میں آپ ﷺ کی توہین و تنقیص کو شعار بنا لے گا۔“ ☆☆

روزمرہ پیش آنے والے دینی مسائل کے عام فہم اور قرآن وحدیث کی روشنی میں آسان حل کے لئے جدید فقہی انسائیکلوپیڈیا

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی مایہ ناز تصنیف

آپ کے مسائل اور ان کا حل (مکمل مدلل)

فقہی تحقیق وتخریج، کثیر اضافہ جات، جدید ترتیب اور بڑے سائز کی آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل

خوبصورت اور پرکشش ٹائٹل کے ساتھ چھپ چکی ہے

مدارس عربیہ کے طلبا وطالبات کے لئے بیش بہا خزانہ،

علماء کرام ومفتیان عظام کی معاون ومددگار، ہر گھر کی ضرورت

عام قیمت: 5500 روپے

علماء وطلباء اور مدارس کے لئے رعایتی قیمت: 2700 روپے

علاوہ ڈاک خرچ

پیشگی منی آرڈر بھیج کر منگوا سکتے ہیں، وی پی سے معذرت خواہ ہیں

مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی

سیل: 0321-2115595, 0321-2115502 فون: 021-34130020

پیغمبر اعظم ﷺ کے اصحاب کی رفعتِ شان

مولانا حبیب الرحمن اعظمی

اسلام کی تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طبقہ وہ منتخب اور برگزیدہ طبقہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان قابل اعتماد واسطہ کی منفردانہ حیثیت حاصل ہے، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے یہ ساتھی ہی، آپ کے پیغام ہدایت ورحمت اور آپ کی سعادت بداماں تعلیمات کو پورے عالم میں پہنچانے والے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے اس داعیانہ کردار کا اعلان خود رب علیم وخبیر نے اپنے رسول کے ذریعہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

”قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔“

ترجمہ: ”آپ اعلان کردیں کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور میرے ساتھی۔“

مطلب یہ ہے کہ کسی اندھی تقلید کی بنیاد پر نہیں، بلکہ حجت وبرہان اور بصیرت ووجدان کی روشنی میں، میں اور میرے اصحاب دین توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیغمبرانہ نور بصیرت عطا فرمایا تھا، ہر صحابیٔ رسول کا دل ودماغ آپ کی صحبت ومعیت کی برکت سے اس نور سے روشن ہوگیا تھا اور دعوت الی اللّٰہ علی وجہ البصیرۃ ”میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست وبازو اور رفیق کار بن گئے تھے۔ حدیث پاک ”ما انا علیہ واصحابی“ میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کی اسی رفعت شان اور بلند ترین داعیانہ کردار کو نمایاں فرمایا ہے، اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت درحقیقت امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جزو ہے، عام شخصیات ورجال کی طرح انہیں صرف کتب تاریخ کی روشنی میں نہیں، بلکہ قرآن وحدیث اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھا جائے گا۔ معروف شارح حدیث وسیرت قاضی عیاض مالکیؒ لکھتے ہیں:

ترجمہ: ”صحابہ کرامؓ کی توقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر کا ایک حصہ ہے، ان سے بھلائی کا معاملہ کرنا، ان کے حق کو پہچاننا، ان کی پیروی کرنا، ان کی مدح وستائش کرنا، ان کے حق میں دعائے استغفار کرنا، ان کی باہمی آویزش کے ذکر سے (زبان وقلم کو) روکنا، ان سے عناد رکھنے والوں سے عناد اور دشمنی رکھنا، مورخین اور ناواقف راویوں کی (ان کی خلاف شان) روایتوں سے اعراض کرنا۔“

(اسالیب البدیعۃ، ص:۸)

شیخ مشائخنا، شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ سابق صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں، جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں، وہ اگرچہ ظنی ہیں، مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں، اس لئے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات واحادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہوگا۔“

(مکتوبات شیخ الاسلام ج:۱، ص:۲۴۲، مکتوب:۸۸)

آیت پاک:

ترجمہ: ”اور جو لوگ قدیم ہیں، سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے، جو لوگ ان کے پیرو ہیں، نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے، تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں، رہا کریں اس میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی کامیابی۔“ (التوبہ:۱۰۰)

مسند ہند سراج الامت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے، جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے، تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں وہ سب ساقط ہوگئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ فلاں بندہ سے فلاں وقت میں

نیکی اور فلاں وقت میں بدی صادر ہوگی، اس کے باوجود جب وہ اطلاع دے رہے ہیں کہ میں نے اسے جنتی بنادیا، تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہوگیا کہ ان کی تمام لغزشیں معاف کردی گئی ہیں، لہٰذا اب ان مغفور بندوں کے حق میں کسی کا لعن طعن اور بُرا بھلا کہنا، حق تعالیٰ پر اعتراض کے مترادف ہوگا، اس لئے کہ اس پر اعتراض اور زبان طعن دراز کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو بُرا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جنتی کیسے بنادیا اور ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت پر اعتراض کفر ہے.... الخ۔“

علامہ ابن تیمیہؒ نے ”الصارم المسلول“ میں قاضی ابویعلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ”رضیٰ“ اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے، وہ اپنی رضا کا اعلان صرف انہیں کے لئے فرماتا ہے جن کے متعلق وہ جانتا ہے کہ ان کی وفات اسباب رضا پر ہوگی۔

علامہ موصوف ہی آگے دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ترجمہ: ”صحابہ کرام کی جانب جو سیئات منسوب کی گئی ہیں، ان میں بیشتر جھوٹی ہیں اور ان میں بہت سی وہ ہیں، جن کو انہوں نے اپنے اجتہاد سے (حکم شرعی سمجھ کر) کیا ہے، مگر لوگوں کو ان کے اجتہاد کی دلیل معلوم نہیں ہوسکی اور جنہیں گناہ ہی مان لیا جائے، تو وہ گناہ معاف ہوگیا ہے، عفو و مغفرت یا تو توبہ کی بنا پر ہے یا ان کی نیکیوں کی کثرت نے ان گناہوں کو مٹادیا، یا دنیاوی مصیبتیں کفارہ بن گئیں اور دیگر اسباب مغفرت بھی ہوسکتے ہیں، کیونکہ دلیل (قرآن و حدیث) سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہوچکا ہے، اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی ایسا عمل ان کے نامۂ اعمال میں باقی رہے جو جہنم کا سبب بنے تو جب صحابہ کرامؓ میں سے کوئی ایسی حالت میں وفات نہیں پائے گا جو دخول دوزخ کا سبب بنے، تو اب کوئی چیز ان کے مستحق جنت ہونے میں مانع نہیں ہوگی۔“ (الصارم المسلول ص:۲۱۹-۲۲۰)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حاصل اس مقام بلندی کی بنا پر اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہؓ عادل، قابل اعتماد اور جنتی ہیں اور ان کی شان میں زبان طعن دراز کرنا فسق و فجور ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ ☆☆

۳۰ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، اٹک

اٹک (رپورٹ: میاں محمد عامر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے زیر اہتمام تیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، بتاریخ: ۱۱ر مئی ۲۰۱۱ء، بروز: بدھ، بعداز نماز مغرب، بمقام: فاروق اعظم، مرکز ختم نبوت اٹک میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کی صدارت قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ نے کی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔

اس موقع پر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ مہمان خصوصی کے طور پر مدعو تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مسلمان آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے بیان میں عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی اساس اور وحدت امت مسلمہ کی بنیاد ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ و جہاد جیسے فرض اعمال کے لئے عقیدۂ ختم نبوت کو وہی حیثیت حاصل ہے جو بدن کے لئے روح کو، جس طرح بدن روح کے بغیر مردہ ہے، اسی طرح ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان کے بغیر تمام اعمال، سعی لاحاصل ہیں، اسی عقیدہ کو دین اسلام کی روح کہتے ہیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تمام علمائے کرام سے اپیل کی کہ آپ مہینے میں کم از کم ایک جمعہ ختم نبوت کے لئے وقف فرمائیں۔

محترم قاضی محمد ارشد الحسینی نے خطاب کے آخر میں دعا فرمائی اور تمام حاضرین محفل سے گزارش کی کہ عقیدۂ ختم نبوت کی معلومات حاصل کرنے کے لئے ہفت روزہ ”ختم نبوت“ اور ماہنامہ ”لولاک“ کا ضرور مطالعہ فرمایا کریں۔

نقیب محفل مولانا مفتی مسعود احمد خطیب مرکزی جامع مسجد اٹک تھے دیگر علماء کرام میں مولانا عبیداللہ، محمد اسعد الحسینی، مولانا محمد طارق، مولانا ظفر اقبال، معززین شہر اور عوام الناس کی کثیر تعداد تھی۔

کانفرنس کے کامیاب انعقاد میں سب سے بڑا کردار امیر ختم نبوت ضلع اٹک قاضی محمد ثاقب الحسینی نے ادا کیا۔ حضرت امیر صاحب نے شب و روز محنت کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کانفرنس کامیاب اور کامران رہی۔

☆☆...... ☆☆

مسرفانہ تقریبات اور مسلمان!

مولانا شمس الحق ندوی

اس وقت مسلمان جن رسوا کن حالات سے دوچار ہیں، ان میں دخل دوسری بہت سی اخلاقی، سماجی خرابیوں کے ساتھ اس کا بھی ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات اور اپنی دلچسپی کے دائرہ میں اسراف و فضول خرچی، شہرت وعزت کے حصول یا رسم ورواج کی پابندی میں تو بے دریغ روپے خرچ کرتے ہیں۔ لیکن عزیزوں، پڑوسیوں اور ملت کے دوسرے افراد کے فقر و فاقہ اور ان کے قابل رحم حالات کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھاتے، ایسے حالات میں جب کہ امت کے بے شمار لوگ بھوک پیاس کی بھٹی میں جل رہے ہوں، بیمار ہوں دوا علاج کے لئے پیسے نہ ہوں، ان کے پاس تن ڈھکنے کے لئے لباس تک نہ ہو، محض اپنی ناموری اور شہرت کی خاطر تقریبات میں پانی کی طرح روپے بہانا، رزق دینے والے مالک و کارساز عالم کو کیسے پسند آ سکتا ہے؟ اس لئے دیکھنے میں آتا ہے کہ ان سب باتوں کی نحوست کے سبب مختلف شکلوں میں جانی مالی نقصان ہوتا ہے مگر ادھر خیال تک نہیں جاتا۔

حیرت ہوتی ہے کہ بہت سے دین دار حضرات کے یہاں بھی علاوہ دیگر رسمیات و فضول خرچی کے صرف پٹاخوں میں دس، بیس، پچاس ہزار خرچ ہو جاتا ہے، اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ صورت حال اللہ تعالیٰ کی حکیم و عادل ذات اور ربوبیت و رحمت عامہ کی صفات کے لئے غضب اور سخت ناپسندیدگی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مال کی زکوٰۃ اسی لئے فرض کی ہے کہ امت کے ان ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری ہوں اور مال والوں میں شہرت و ناموری کے بجائے غربا پروری کا شوق و جذبہ پیدا ہو، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہوتا ہے اور اس سے معاشرہ کی دوسری بہت سے خرابیاں دور ہوتی ہیں، زکوٰۃ نہ دینے کے سبب مختلف صورتوں میں مالی و جانی نقصان ہوتا رہتا ہے، لیکن اس پر بالکل غور نہیں کیا جاتا۔

ملت کے مال دار اور باحیثیت حضرات ملی تقاضوں اور ضرورتوں سے نگاہیں پھیر کر اپنی ذاتی خواہشات اور حوصلہ مندیوں پر تو بے دریغ اور شاہانہ اولوالعزمیوں کے ساتھ روپے خرچ کریں لیکن ملت کی بقا کے لئے کام کرنے والے ادارے اور تحریکیں وسائل کی کمی کی وجہ سے مشکل ترین اور دشوار صورت حال سے دوچار ہوں تو پھر یہ مال دار لوگ چاہے قارون وقت ہوں، ہر وقت خطر میں ہیں۔ مال دینے والے کی نگاہ میں ان کی ایک تنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں۔ حالات کی معمولی سی تبدیلی اور واقعات کی کوئی ہلکی سی لہر بھی ان کے سارے سہاروں کو ریت کی دیوار کی طرح بہا کر لے جائے گی اور ایک خدا فراموش اور عیش وعشرت کی زندگی گزارنے والی قوم کی طرح ان کا حال بھی یہی ہوگا، جس کی تصویر کشی قرآن کریم نے اس طرح کی ہے:

”فاتھم اللّٰہ من حیث لم یحتسبوا وقذف فی قلوبھم الرعب۔“ (الحشر:۲)

ترجمہ: ”تو ان پر آیا اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا اور اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب۔“

جس فضا و ماحول میں ملت کا وجود اور اس کا مستقبل خطرہ میں ہو، اس کی آنے والی نسل کو اس کے دین و عقیدہ سے محروم کر دینے کی کوششیں مختلف منصوبوں کی صورت میں ہو رہی ہوں، اس ماحول میں ملت کی آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت کی فکر کے بجائے ملت کے سرمایہ داروں کی بڑی تعداد اسراف و فضول خرچی میں مبتلا ہو اور شہرت کی خاطر فخر کے طور پر تقریبات میں بے تحاشا روپے خرچ ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند آ سکتا ہے اور کتنی مدت تک چھوٹ مل سکتی ہے؟

امت مسلمہ کی یہ خصوصیت رہی ہے جو کسی دوسرے دین و مذہب میں نہیں پائی جاتی کہ علماء ایسی باتوں پر برابر تنقید کرتے اور امت کو ہوشیار کرتے رہے ہیں اور امت کے ایسے افراد نے اس کو سنا اور مانا ہے جس سے امت کا بھرم قائم رہا ہے۔

اندلس کے خلیفہ عبدالرحمن الثالث نے جب مدینۃ الزہرا تعمیر کیا تو اپنی خاص نشست گاہ کے گنبد میں سونے چاندی کی اینٹیں لگوائی تھیں لیکن جب قاضی منذرؒ نے قرطبہ کی جامع مسجد میں بھرے مجمع میں خلیفہ کے اس کام پر تنقید کی تو خلیفہ نے اس گنبد کو گرا دیا اور دوبارہ اس کو عام اینٹوں سے تعمیر کروایا۔

امت کے ان حالات پر تنقید نے اس کو فائدہ پہنچایا ہے، سنبھال دیا ہے، اس سے قوم میں زندگی اور بیداری پیدا ہوتی ہے۔ایک عربی شاعر کہتا ہے:

"وفی العتاب حیاۃ بین
اقوام."

ترجمہ: "قوم پر بے لاگ تنقید قوم کو
زندگی کی نئی قسط عطا کرتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ بے جا اور بے تحاشا مال خرچ کرنے کی قرآن کریم میں سخت ممانعت اور مذمت آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وآت ذالقربی حقہ
والمسکین وابن السبیل ولا تبذر
تبذیراً ان المبذرین کانوا اخوان
الشیاطین وکان الشیطان لربہ
کفوراً." (الاسراء:۲۵)

ترجمہ: "اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ، کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے۔"

اس کے برخلاف صحیح طریقہ پر مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی تعریف اس طرح کرتا ہے:

"والذین اذا انفقوا لم
یسرفوا ولم یقتروا وکان بین
ذلک قواماً." (الفرقان:۶۷)

ترجمہ: "اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ ہی تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، ضرورت سے زیادہ نہ کم۔"

☆☆ ...... ☆☆

سب سے بڑا انسان

علامہ سید سلیمان ندویؒ

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفہ، ایک نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی، جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کردی، لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود امی اور ناخواندہ تھا وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریشی! عرب اور اسلام کا پیغمبر، اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کردیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لئے اور سلطنت کے لئے جس کو اس نے قائم کیا، ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کردیئے، اس طرح کہ قرآن اور احادیث کے اندر وہ تمام ہدایات موجود ہیں، جن کی ضرورت ایک مسلمان کو اس کے دینی یا دنیاوی معاملات میں پیش آسکتی ہے، اپنی امت پر زکوٰۃ فرض کرکے قوم کے غریب طبقہ کی حاجت پوری کی قرآن کی زبان کو دنیا کی دائمی اور عالمگیر زبان بنادیا کہ وہ مسلمان اقوام کے باہمی تعارف کا ذریعہ بن جائے، قوم کے ہر فرد کو ترقی کا موقع اس طرح عنایت کیا کہ یہ کہہ دیا کہ ایک مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان پر صرف تقویٰ کی بنا پر بزرگی حاصل ہے، اس بنا پر اسلام ایک حقیقی جمہوریت بن گیا، جس کا رئیس قوم کی پسند سے منتخب ہوتا ہے، مسلمانوں نے ایک مدت تک اس اصول پر عمل کیا، یہ کہہ کر عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فوقیت نہیں، اسلام میں داخل ہونا ہر شخص کے لئے آسان کردیا، نامسلموں کے لئے اسلامی ملکوں میں عیش وآرام اور امن واطمینان سے سکونت کی ذمہ داری یہ کہہ کر اپنے اوپر لے لی کہ تمام مخلوق خدا کی اولاد ہے، تو خدا کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی اولاد کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے، خاندانی اور ازدواجی اصلاحات بھی اس کی نظر سے پوشیدہ نہ رہیں، اس نے نکاح ووراثت کے احکام مقرر کئے، عورت کا مرتبہ بلند کیا، نزاعات اور مقدمات کے فیصلے کے قوانین بنائے، بیت المال کا نظام قائم کرکے قومی دولت کو بیکار نہ ہونے دیا، علم کی اشاعت اور تعلیم اس کی کوششوں کا بڑا حصہ رہے، اس نے حکمت کو ایک مومن کا گمشدہ مال قرار دیا، اسی سبب سے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے زمانہ میں ہر دروازہ سے علم حاصل کیا، کیا ان کارناموں کا انسان دنیا کی سب سے بڑی ہستی قرار نہ پائے گا؟

(سیرۃ النبی، ج:۴، ص:۱۳)

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے جنرل سیکریٹری جناب عبدالسمیع شیخ کے والد محترم جناب رسول بخش شیخ مرحوم گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مولانا محمد رمضان پھلپھوٹو نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے امیر عبدالواحد بروہی اور مبلغ مولانا تجمل حسین نے جنازے میں شرکت کی جبکہ سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر اظہار تعزیت کے لئے تشریف لائے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد ودیگر راہنماؤں نے فون پر تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اچھے لوگوں کی صحبت اور اس کے اثرات

مولانا سیّد عبداللہ حسنی ندوی

آخری قسط

صحبت کی مثال:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مثال سے سمجھایا کہ اچھی صحبت کی مثال عطر بیچنے والے کی ہے، اگر اس کے پاس بیٹھو گے تو خوشبو سے فائدہ اٹھاؤ گے،، عطر بیز ہو جاؤ گے، مزہ آ جائے گا، اگر نہ خرید و تب بھی خوشبو لے کر جاؤ گے۔ اگر بھٹی پھونکنے والے کے پاس بیٹھو گے تو اس کا دھواں اور اس کی کالک ملے گی، کالک سے اگر تم نے اپنے کو بچا بھی لیا تو دھواں کہیں گیا ہی نہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا یا تو بُرے بن جاؤ گے یا بُری شہرت ہو جائے گی، اس لئے کہا گیا ہے کہ بُروں کی صحبت سے بچتے رہو، یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ ہمارے حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی (اللہ تعالیٰ کی آپ عمر دراز فرمائے)، ان کے پاس ایک صاحب آئے جو بڑے نیک نام تھے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص بڑا بدنام ہے وہ مجھے بلا رہا ہے، سوچتا ہوں چلا جاؤں ہو سکتا ہے کہ کچھ ٹھیک ہو جائے اور اثر قبول کر لے تو مولانا نے بڑی حکمت کی بات فرمائی، کہا کہ اگر ان کے پاس جاؤ گے تو ان کی بُری شہرت آپ کو مل جائے گی اور آپ کی اچھی شہرت انہیں مل جائے گی، اس لئے بُرے لوگوں سے بچنا چاہئے، ہاں جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں جن کو کچھ کیفیت حاصل ہے، ان کے ساتھ رہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ وہاں تشریف لے گئے تو ان کی صحبت میں نہیں گئے تھے، ان سے معاملہ کرنے نہیں گئے تھے بلکہ ان کی اصلاح کی غرض سے گئے تھے، اس نیت سے گئے اور واپس تشریف لے آئے، لیکن اگر کوئی معاملہ کرنے جا رہا ہے، اس کے پاس اٹھے بیٹھے گا تو اس کی شہرت تم کو مل جائے گی اور تمہاری شہرت اس کو مل جائے گی یعنی تمہارا تھوڑا حصہ اسے ملے گا اور اس کا تھوڑا حصہ تمہیں ملے گا، تو اس کا فائدہ ہوگا اور تمہارا نقصان ہو جائے گا، اس لئے آدمی کو احتیاط کرنا چاہئے۔ بُری صحبت کا اثر پڑ کر رہتا ہے، اسی طرح اچھی صحبت کا اثر بھی پڑ کر رہتا ہے۔

دیکھئے! آپ نے ایک بیج ڈال دیا بیج پڑ گیا، یہ ضروری نہیں ہے کہ فوراً درخت سامنے آئے، بیج پڑ گیا، اب آہستہ آہستہ کام ہوتا رہے گا۔ اللہ والوں کی صحبت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بیج بعض دفعہ پڑ جاتا ہے وہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ آداب کی رعایت ہوگی تب ہوگا اور وہ اس لائق بھی ہو جس کی خدمت میں آپ جا رہے ہیں، تو بیج پڑ جائے گا اور کچھ دنوں اور برسوں کے بعد، یک دم رنگ بدلے گا معلوم ہوا کہ جو تھوڑی دیر ان کی صحبت میں رہے تھے اس کا اثر پڑا۔ بہت ادھر ادھر بھاگتے رہے اخیر میں پھر لوٹ کر آ گئے۔ اللہ والوں کی صحبت کا یہ اثر تو پڑتا ہی ہے۔ حضرت مولاناؒ کے ساتھ بھی کتنے واقعات ایسے ہیں کہ حضرت مولاناؒ کے ساتھ کچھ دن رہے اور خدمت میں بیٹھے، پھر بیٹھنا چھوڑ دیا، ادھر ادھر ٹہلتے رہے، اخیر میں پھر پلٹ کر وہی رنگ چڑھا اور پھر وہیں آ گئے، جہاں سے چلے تھے۔ یہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر ہے، اسی لئے عربی کا ایک شعر ہے:

احب الصالحین ولست منهم
لعل اللّٰه یرزقني صلاحاً

ترجمہ: ''میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں چاہے ان جیسا نہ ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیکی عطا فرما دے۔''

تو اللہ والوں سے محبت تو کرنی ہی چاہئے، ورنہ اصل تو یہ ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھیں، اگر صحبت میں نہیں بیٹھ سکتا تو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے، ان کی سیرت و سوانح پڑھے، اس کے بھی اثرات پڑتے ہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ صحبت کا کوئی بدل نہیں ہے، جس طرح بغیر صحبت کے نسل نہیں چلتی سوائے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے۔ ویسے ہی بغیر صحبت کے یہ نسبت حاصل نہیں ہوتی، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے عطا فرما دیں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ اس پر سب کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے تو صحابہؓ بن گئے اور جو صحابہؓ کی صحبت میں رہے، تابعینؒ بن گئے۔ تابعینؒ کی صحبت میں تو تبع تابعینؒ بن گئے، وہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلہ نسب چل رہا ہے، یہ سلسلہ علم و دین بھی چل رہا ہے۔ علامہ ابن سیرینؒ

نے لکھا ہے کہ علم دین اس سے سیکھو جو دین دار ہو، اس لئے کہ یہ علم دین ہے، بے دین سے نہ سیکھو "فانظروا عمن تاخذون دینکم"... سوچ لو، دین کس سے لے رہے ہو؟... کیونکہ جب اس کی صحبت میں جاؤ گے تو اس کے اثرات پڑیں گے، وہ دین کی باتیں تو کرتا ہے لیکن خود اس کے خلاف ہے، یہ قیامت کی علامت میں سے ہے۔

"اذا وسد الامر الیٰ غیر اھلہ فانتظر الساعۃ"

ترجمہ: "جب نااہلوں کو کام سپرد کردیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔"

کہ اہل نہیں ہے اور اس کو کام دے دیا گیا۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حدیث پڑھانے کا وہی اہل ہے، جو سنت پر عمل کرتا ہو۔ صرف لچھے دار تقریر کرنے والا حدیث پڑھانے کا اہل نہیں ہے، جو سنت پر عمل کرتا ہو وہ اہل ہے۔

بہرحال صحبت کا اثر کہیں جاتا نہیں ہے، اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس کو سوچ لینا چاہئے کہ اس نے کس سے دوستی کی ہے، کیونکہ اثرات پڑتے ہیں اور آپؐ نے بہت سی احادیث میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے میری محبت ہے، ان کو جنت میں اونچا مقام ملے گا، عرش کے سایہ میں رہیں گے۔ اس کا ایک واقعہ بھی پیش آیا، ایک بزرگ ہیں ابو ادریس خولانیؒ وہ دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے، انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت نوجوان جس کے دانت آبدار، چہرہ چمکتا ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے علم سے نوازا ہے۔ بیٹھا ہوا درس دے رہا ہے، جہاں رائے میں اختلاف ہوتا ہے، لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جناب کیا ارشاد ہے، وہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں ان سے الگ ملوں گا، دوسرے دن وہ بہت سویرے پہنچ گئے تاکہ اکیلے میں ملاقات ہوجائے، دیکھا تو وہ حضرت پہلے ہی آچکے تھے، نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے سلام پھیرا تو میں سامنے سے آیا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے آپ سے محبت ہے تو انہوں نے کہا: واقعی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے۔ دو تین مرتبہ انہوں نے پوچھا پھر میری چادر کا کونا پکڑا اس کو اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ میں خوشخبری سناتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری محبت واجب ہوگئی، آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے، آپس میں ایک ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے، ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لئے اور ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لئے، یہ ہیں حضرت معاذ بن جبلؓ جو حرام وحلال کے سب سے زیادہ جاننے والے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن وجمال بھی عطا فرمایا تھا کہ جب بیٹھ کر پڑھاتے تھے تو لوگ دیکھا کرتے تھے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی کو کسی سے محبت ہو تو اس کو بتا بھی دے، بتانے سے محبت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور محبت سے توجہ ہوجاتی ہے، توجہ سے محبت کا فائدہ ہوتا ہے، جب محبت سے آدمی دیکھتا ہے تو محبت بھی عجیب چیز ہے، اس کے اثرات پڑکر رہتے ہیں یہاں تک کہ بعض دفعہ چہرہ میں بھی مشابہت پیدا ہوجاتی ہے، جب آدمی کو زیادہ محبت ہوجاتی ہے، کسی اللہ کے نیک بندوں سے تو آخر میں اس کے چہرے پر بھی اثرات پڑنے لگتے ہیں، محبت کرتے کرتے، ساتھ رہتے رہتے بعض دفعہ لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں کہ وہی آرہا ہے، جب دو طرفہ محبت ہوتی ہے تو یہ چیز پیدا ہوجاتی ہے۔

اہل ایمان کی صحبت کا فائدہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ صحبت میں رہو تو مومن ہی کی رہو "لا تصاحب الا مومنا" صاحب ایمان کی صحبت میں رہا کرو۔ جو لوگ مومن نہیں اور کھلم کھلا فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں، ان کی صحبت سے تو حتی الامکان بچنا چاہئے، جیسے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ دفتر میں کام کرتے ہیں، کافروں اور مشرکین کے درمیان رہتے ہیں۔ فسق وفجور کے اڈوں میں بیچاروں کو رہنا پڑتا ہے، اس طرح وہاں پر بیٹھیں کہ ہر وقت جی یہ چاہے کہ یہاں سے بھاگیں، یہ نہیں کہ وہاں طبیعت لگے بلکہ بس مجبوراً آگئے ہیں رزق حلال کے لئے، اب یہاں سے بھاگنا ہے اور کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب وہ ریٹائر ہوں گے تو بہت خوش ہوں گے۔ ہمارے ایک عزیز ہیں وہ جب ریٹائر ہوئے تو اتنا خوش ہوئے کہ اب کہتے ہیں کہ جب صبح سو کر اٹھتے ہیں تو یہ خوشی ہوتی ہے کہ آفس نہیں جانا ہے، ورنہ آفس والے جب ریٹائر ہوتے ہیں تو بیچارے زندگی سے ریٹائر ہوجاتے ہیں اور چکر میں رہتے ہیں کہ کہیں سے پیسہ کمانے کا کوئی دھندا مل جائے، پھر فاسق وفاجر کی صحبت میں جاکر بیٹھیں اس لئے کہ دل رنگے جاتے ہیں اور پھر ویسا ہی مزاج بن جاتا ہے۔ رشوت کے اڈوں میں رہتے ہیں۔ الٹی سیدھی باتیں وہاں پر ہوتی ہیں، اسی کو وہ پسند کرنے لگتے ہیں اور وہی مزاج بن جاتا ہے۔ اسی لئے ایسی صحبت سے بچنے کی ہر وقت فکر کرنی چاہئے کس طرح اللہ چھٹکارا دے۔ اسی فائدہ کے لئے آپؐ نے فرمایا بھی کہ تمہارا کھانا اہل تقویٰ کھائیں، اس لئے کہ اس میں بھی صحبت کا معاملہ ہے، جب آپ کے گھر میں نیک بندے آئیں گے، اس میں آپ کو فائدہ ہوگا وہ آپ کو دیکھیں گے، آپ ان کی صحبت میں بیٹھیں گے اور آپ کو دعا ملے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کو کھلانے کی فکر ہونی

چاہئے۔ اچھے لوگ ہمارے دستر خوان پر کھائیں، یہ بات بھی آج کل ختم ہوگئی ہے، بڑے بڑے عہدیداروں کو بلایا جاتا ہے اور الٹے سیدھے لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور اگر کسی بڑے کو بلاتے بھی ہیں تو فخر اتنا کہ دوسروں سے کہیں کہ میرے یہاں فلاں فلاں آتے ہیں، نیت خراب کرلی، خوب سمجھ لیں کہ صحبت اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے اور کھانا بھی حلال کا کھلانا چاہئے، ایسا نہیں کہ الٹا سیدھا کھلادے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا، خود جس نے کھلایا ہے اس کو بھی نقصان ہوگا اور جس نے کھایا ہے اس کو بھی نقصان ہوگا۔ کھانا حلال کھلانا چاہئے اور اخلاص کے ساتھ کھلانا چاہئے۔

جمع کرنے کی چیز کیا ہے؟

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی: ''والذین یکنزون الذھب والفضۃ'' کہ جو لوگ سونا اور چاندی کو اکٹھا کرتے ہیں۔ آیت کے نزول کے وقت ہم لوگ تو سفر میں تھے، بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، آیت تو سونا اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اگر ہم کو معلوم ہوجائے کہ کون سا مال اچھا ہے؟ جس کو ہم جمع کرسکتے ہیں تو ہم وہی مال جمع کیا کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ سب سے افضل جمع کرنے کی چیز ایسی زبان ہے جو ذکر کرنے والی ہو، ایسا قلب ہے جو شکر کرنے والا ہو، اور ایسی بیوی ہے جو ایمان میں اس کا تعاون کرنے والی ہو، یہ ہے اچھی صحبت، اچھی بیوی ہوگی تو اچھے کام میں تعاون کرے گی، خراب بیوی ہوگی تو آپ بھی پریشان، گھر والے بھی پریشان، جو آج کل ہر جگہ ہورہا ہے۔ اس لئے کہ عورتوں کی تربیت کرتے نہیں ہیں اور لڑکی کے دل و دماغ میں وہی ساری باتیں ہوتی ہیں، رسم و رواج کی، پیسے کی، تو اس کے نتیجہ میں سب پریشان۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے۔ مال کی وجہ سے، مال کا سب سے پہلے ذکر کیا آج کل دیکھ لیجئے، جہیز اور مال کہاں پر زیادہ ملے گا، اسی کو ترجیح دیتے ہیں، اسی لئے اس کو اول نمبر پر رکھا، دوسرے نمبر پر حسب کو رکھا، بہت اونچے خاندان کی ہے، بڑے پیسے والے کی بیٹی ہے، مشہور خاندان کی لڑکی ہے، اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تیسرے یہ کہ حسن و جمال، بہت خوبصورتی دیکھ کر گھر میں لانا چاہتے ہیں، اور اخیر میں بے چارہ دین آتا ہے کہ دین دار ہے تو لانا چاہئے۔

حالانکہ آپؐ نے فرمایا: ''فاظفر بذات الدین'' دین والی کو لے کر کامیاب ہوجاؤ، مزے رہیں گے۔ مال، جاہ، حسن یہ تو ظاہری ہیں سب ختم ہوجانے والا ہے۔ دین دار بڑی مشکل سے ملے گی لیکن اگر مل جائے گی تو مزے ہی رہیں گے ''تربت یداک'' ترجمہ بڑا مشکل ہے، اور محاورہ ہے اس کا ترجمہ کریں اور بے ادبی نہ ہو تو یوں کہیں کہ پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں، گھر میں برکت ہی برکت رہتی ہے اور پھر پورا گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے، نیک بیوی آگئی پورا گھر سنور گیا اور اگر بری بیوی آگئی تو پورا گھر برباد ہوجاتا ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہئے عام طور پر لوگ پیسہ دیکھتے ہیں پھر کچھ نہیں دیکھتے۔ یا دیکھتے ہیں تو کسی کا چہرہ دیکھ کر قائل ہوگئے، کسی کا خاندان دیکھ کر قائل ہوگئے، یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھتی ہے کہ نہیں، عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں، یہ دیکھنے کی چیزیں ہیں انہیں دیکھا ہی نہیں جارہا ہے اور جو دیکھنے کی نہیں ہیں، ان کو خوب دیکھا جارہا ہے۔ اس قدر دنیا کی محبت غالب آگئی کہ اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے

حدیث میں ہے کہ ''الدنیا رأس کل خطیئۃ'' ... دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے ...۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت نکل جائے۔ دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نکلتی ہے، اس لئے کہا گیا ہے کہ کثرت سے ذکر کرو، ورنہ آج کل سارے دل دنیا کی محبت میں چور ہیں اور اس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ چاہے بوڑھا ہو، چاہے جوان ہو یہاں تک کہ دین دار طلبا جو فارغ ہوتے ہیں اور دین کا کام کرنا چاہتے ہیں ان کے والدین دیکھتے ہیں دین دار لیکن ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تم ہم کو کما کر لاکر دو، کتنے بے چارے آکر شکایت کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ والدین پریشان کئے ہوئے ہیں کہ زیادہ پیسہ کما کر لاؤ، ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے لاؤ، ہم کو پیسہ چاہئے اور اسی لئے کتنے لوگ پڑھاتے ہی نہیں، جو لوگ جاہل ہیں یا معمولی کاشت کار ہیں وہ تو بچارے کسی کام کے نہیں، نہ روٹی ملتی ہے نہ دین ملتا ہے بھینس چرانے میں لگادیا، کسی معمولی کام پر بیٹھادیا، ۱۵؍ روپے دن بھر میں لاکر دیتا ہے بس اسی میں خوش ہیں، جب دنیا کی محبت دل و دماغ پر چھا جاتی ہے تو پھر بڑے ہوں یا چھوٹے بس معاملہ یہ ہوتا ہے کہ روپے کا فرق ہوتا ہے۔ ایک بڑے عالم دین نے ایک مرتبہ کہا: ہم گومتی کے پل پر کھڑے ہوئے تھے، ہمارے ایک بزرگ آئے انہوں نے کہا کہ دیکھو یہ آدمی جارہا ہے یہ کس چیز سے جارہا ہے؟ سائیکل سے، یہ کون ہے؟ آدمی ہے، دوسرا موٹر سائیکل سے گزرا تو وہ کہتے رہے کہ نہیں یہ دو روپیہ جارہا ہے، یہ پانچ روپیہ جارہا ہے، یہ دس روپیہ جارہا ہے بعض پانچ میں خوش ہیں، بعض دس میں خوش ہیں، بعض دس ہزار میں خوش ہیں، انہیں دس لاکھ چاہئے لیکن فکر ایک ہی ہے چاہے بڑے سے بڑا سیٹھ ہو یا معمولی درجہ کا بیڑی پینے والا آدمی ہو سب کا دل و دماغ بس

ڈوبا ہوا ہے پیسے میں۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اگر دنیا کے بارے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کرو گے، اکثر معاملہ الٹا ہے۔ دین میں تو نیچے والے کو دیکھتے ہیں، ارے وہ بھی تو نماز نہیں پڑھتے، وہ بھی تو تراویح نہیں پڑھتے، ارے وہ نہیں پڑھتے تو تم پڑھو، اس میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھیں گے اور دنیا کے معاملہ میں اوپر والے کو دیکھیں گے کہ فلاں موٹر سے چل رہا ہے، اس کا گھر بن گیا ہے اور آپ ابھی تک کوٹھڑی میں رو رہے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی پریشان اور دوسرے بھی پریشان۔ اس طرح ہر وقت پریشان رہے گا اور نہ جانے کن کن امراض میں مبتلا رہے گا۔ اس لئے اچھوں کی صحبت میں جب آدمی رہتا ہے تو اس کا دل اچھا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور اللہ والا وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت نہ ہو، یہ اللہ والوں کی نشانی ہے، جھوٹ نہ بولتا ہو، نماز کی پابندی کرتا ہو، یہ موٹی موٹی علامات ہیں اس لئے پہچاننا آسان ہے۔ سب سے پہلے دیکھ لیں کہ جھوٹ تو نہیں بولتا، نماز کی پابندی کرتا ہے اور تیسری چیز اپنی خواہش کے چکر میں تو نہیں پڑا رہتا ہے۔ کھانا، کپڑا، پیسہ بس اسی کی فکر یا شہرت یا ناموری کی۔ اللہ کے جو نیک بندے ہوتے ہیں ان کو پیسہ کی پرواہ نہیں ہوتی ہے، سونے کا ڈلا اور مٹی کا ٹھیکرا دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ پیسہ ان کے پاس آتا ہے لیکن سب بانٹ دیتے ہیں نہ شہرت کے لئے بھاگتے ہیں نہ ناموری کی ترکیبیں کرتے ہیں۔ بس اللہ کے نیک بندوں کی صحبت کی فکر کرنی چاہئے اور اسی صحبت کی برکتوں کے لئے ہمارا پورا نظام اجتماعیت کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے کیونکہ اجتماع میں ہر شخص کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے، اس اجتماعیت کی ایک اچھی شکل نماز باجماعت ہے سب نماز پڑھنے والے ہیں، سب ماشاء اللہ! اللہ والے ہیں اس کا فائدہ ایک دوسرے کو پہنچتا ہے۔ نماز سب ساتھ میں پڑھتے ہیں، اس میں صحبت کا فائدہ ہوتا ہے اور اسی طرح جب حج کرتے ہیں تو ایک ساتھ رہنے کا فائدہ ہوتا ہے، اسی لئے ہماری ہر چیز اجتماعیت کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ روزہ ایک ساتھ رکھنا ہے، نماز ایک ساتھ پڑھنی ہے، حج ایک ساتھ کرنا ہے، اسی طرح ایک ساتھ رہنے کا حکم ہے جب اچھے لوگوں کے ساتھ ہم ملیں گے جلیں گے تو ہمارے اندر بھی اچھائی پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح صحبت عطا فرمائے۔

☆☆..........☆☆

موجودہ قانون توہین رسالت کے مطابق مجرموں کو سزا دی جائے

ختم نبوت کانفرنس مظفر گڑھ کی قرارداد

مظفر گڑھ (رپورٹ: مولانا قاضی عبدالخالق)

۱۶ رمئی ۲۰۱۱ء بروز پیر بعد نماز عشاء، بمقام واٹر پلانٹ چوک مظفر گڑھ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و نوجوانان احناف مظفر گڑھ کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مظفر گڑھ کے مبلغ مولانا قاضی عبدالخالق نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک قاری محمد زبیر و قاری محمد ریاض نے کی اور قاری محمد آصف رشیدی آف گوجرانوالہ، جناب شہید الاسلام آف کراچی، نونہال بچی آمنہ اظہر، سید عزیز الرحمن شاہ نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا۔ اس موقع پر مولانا نصرت الاسلام شیرازی، ایم این اے جمشید خان دستی، مولانا محمد اسامہ رضوان، راقم الحروف اور مولانا مفتی ابوبکر نے اپنے مفصل بیانات سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا، قرب و جوار کے عوام، اہل شہر کے علاوہ قاری محمد طیب قاسمی جتوئی، محمد انس بن مالک علی پور، قاری محمد احمد علی مدنی، مولانا محمد اسماعیل عاصم، محمد ارشد اور ان کے علاوہ ضلع مظفر گڑھ کی دینی و سیاسی شخصیات نے شرکت کی اور پروگرام کے انتظامات کی ذمہ داری محمد نوید، محمد اظہر اور محمد خالد نے بڑے اچھے انداز میں نبھائی۔

کانفرنس کے آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مظفر گڑھ کے مبلغ نے ایک قرارداد پیش کی کہ ضلع مظفر گڑھ میں تین افراد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، جن پر ۲۹۵-سی کا مقدمہ درج ہو چکا ہے اور تینوں گستاخ اس وقت گرفتار ہیں۔ آج کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ موجودہ قانون توہین رسالت کے مطابق ان مجرموں کو سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی دریدہ دہن کو شان رسالت میں گستاخی کرنے کی جرأت نہ ہو۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ کے ایک مخلص کارکن حافظ عبدالرؤف کے چھوٹے بھائی محمد فاروق، دل کا دورہ پڑنے سے ۱۸ر اپریل کو جاں بحق ہو گئے۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد نے شرکت کی مرحوم کافی عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے قارئین سے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

اٹھ! باندھ کمر کیا بیٹھا ہے

مولانا محمد حذیفہ وستانوی

امام ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حق اور باطل کو جاننے اور حق کو باطل پر ترجیح دینے کے اعتبار سے انسان کی کل چار قسمیں ہیں:

۱:... سب سے پہلی قسم تو وہ ہے کہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو حق اور باطل کو خوب جانتے ہیں، ان کو اس کا علم ہوتا ہے اور ان کے اندر وہ جرأت اور طاقت بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں حق کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چاہے اس کے لئے اپنا مال کھپانا پڑے یا اپنی عزت کو قربان کرنا پڑے، خواہ اس کے لئے اپنی دولت کی قربانی دینی پڑے یا اپنی اولاد کی۔ غرضیکہ اپنی کسی بھی محبوب سے محبوب چیز کو قربان کرنا پڑے، وہ حق بیانی اور حق کی ترویج وتنفیذ کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں تو یہ ہے انسانوں کی سب سے اعلیٰ ترین جماعت۔

۲:... دوسری وہ جماعت ہوتی ہے، جو اس کے برعکس نہ تو اسے یہ علم ہوتا ہے کہ یہ حق ہے اور یہ باطل، اسے کوئی علم نہیں ہوتا بلکہ وہ جاہل ہوتی ہے اور نہ اس کے پاس بلند ہمتی ہوتی ہے، جب وہ حق کو جانتا ہی نہیں تو وہ حق کو نافذ کرنے کی کوشش کیسے کر پائے گا، انسانوں کی سب سے کمتر وارذل ترین جماعت ہے، اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

۳:... اس کے بعد فرمایا: تیسری قسم انسانوں کی وہ ہوتی ہے جو حق اور باطل کا علم رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے اور یہ باطل، مگر ان کے اندر حق اور باطل کو نافذ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، جس کو "المؤمن الضعیف" کہا جائے تو یہ اس کے لئے صحیح تعبیر ہے، وہ ڈرتا رہتا ہے وہ اپنے اندر جرأت نہیں رکھتا، یہ آدمی بھی ٹھیک ہے، مگر بہت زیادہ ٹھیک نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف۔"

امام ابن القیم الجوزیؒ نے بڑا جاندار استدلال فرمایا، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: "قوی مومن، ضعیف مومن سے اچھا ہے۔"

۴:... چوتھی قسم انسانوں کی یہ ہوتی ہے کہ وہ طاقت اور ہمت بہت رکھتے ہیں، مگر انہیں حق اور باطل کا علم ہی نہیں کہ کیا حق ہے اور کیا باطل؟ فرمایا: اس میں اور دوسری قسم میں کوئی فرق نہیں، اس لئے کہ وہ اپنی طاقت کو استعمال کرے گا، باطل کے لئے اور اس کو یہ پتہ ہی نہیں کہ میں حق کے لئے استعمال کر رہا ہوں یا باطل کے لئے؟

ابن القیم الجوزیؒ فرماتے ہیں: کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے: (۱) ارادہ، (۲) علم۔ جب ارادہ ہوگا تو آدمی علم کی طرف جائے گا اور جب علم حاصل ہوجائے تو اب کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اس میں مہارت ورسوخ پیدا ہو۔ فرماتے ہیں کہ علم میں مہارت اس وقت پیدا ہوگی، جب کہ آدمی طلب علم کے زمانہ میں ہمت سے کام لے، وہ راتوں کو جاگنے سے پیچھے نہ ہٹے، وہ بھوکا رہنے سے گھبرائے نہیں، وہ آنے والے مصائب کے لئے تیار رہے، لیکن اپنے مقصد میں لگا رہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا حال تو ہم جانتے ہی ہیں، کون مسلمان آپ کی فقیرانہ وزاہدانہ زندگی سے ناواقف ہے۔

بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہے کہ انسان حسین اور جمیل ہو انسان ذرا مضبوط اور قوی ہو، اس صورت میں اس کو عزت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا: انسان کو عزت حاصل کرنے کے لئے، حسن وجمال کی بھی ضرورت نہیں، انسان کو عزت حاصل کرنے کے لئے، کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں، انسان کو عزت حاصل کرنے کے لئے سب سے اہم ضرورت ہے کہ اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتے ہوئے تن، من، دھن کی بازی لگادے۔

پھر آپ نے عجیب وغریب مثال بیان فرمائی، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بہت سارے صحابہ کرامؓ کو آپ دیکھیں گے کہ وہ جسمانی طور پر بڑے عیب دار، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ان کا بڑا اونچا مقام تھا۔ حضرت بلال حبشیؓ کو ہی لے لیجئے، آپ بالکل سیاہ تھے، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قربانیوں کی وجہ سے مؤذن بنادیا، کیسی ہمت تھی حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی، اس بلند ہمتی اور مصائب پر صبر نے حضرت بلالؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن بنادیا، ان کو یہ عزت اور بلندی کہاں سے ملی؟ مال سے یا ڈگری سے یا حسن وجمال سے؟؟؟

امام عطا ابن ابی رباحؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ انسانوں میں جتنے عیب ہوسکتے ہیں، وہ تمام عیوب ان کے اندر پائے جاتے تھے، بال گھنگھریالے تھے، چہرہ سیاہ تھا، ناک چپٹی تھی، ایک

ہاتھ ان کا شل ہوگیا تھا، پاؤں سے لنگڑے تھے،لیکن فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے بعد مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے:''وکان افقہ الناس بمکۃ وکان اعلم الناس بالمناسک'' فرماتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں حج کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والا اگر کوئی ہے تو وہ عطاء بن ابی رباحؒ ہیں، حالانکہ جتنے عیوب انسان میں ہو سکتے ہیں،وہ ان میں تھے۔

ہم اور آپ جانتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کتنے جلیل القدر صحابی ہیں، جن کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اعلمھم بالحلال والحرام''...میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبلؓ ہے....

۱۹ سال کی عمر میں ایسی زبردست فقاہت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے ان کو فتویٰ دینے کی اجازت حاصل تھی کہ حضورؐ نے ان کی فقاہت کا اعتراف کیا، لیکن ان کے بارے میں آتا ہے:''وکان اعرج''...آپ پاؤں سے لنگڑے تھے...حضرت عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے تھے، میرے بعد اگر معاذ بن جبلؓ زندہ رہے تو میں ان ہی کو خلیفہ بناؤں گا،لیکن طاعون عمواس میں حضرت عمرؓ کی زندگی ہی میں وہ شہید ہوگئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہونے کے علاوہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: ''من دھاۃ العرب''یعنی عرب کے انتہائی فطین اور ذہین لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا، تین لوگوں کو دہاۃ العرب کہا جاتا تھا۔معاویہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہؓ، اور عمرو بن العاصؓ۔ حالانکہ مغیرہ ابن شعبہؓ کے بارے میں آتا ہے:''وکان اعور'' آپ اندھے تھے۔

احنف بن قیس کے بارے میں آتا ہے کہ اتنے عیوب ان کے اندر پائے جاتے تھے، ایک تو نکلنے تھے، ان کا منہ عجیب وغریب تھا، ان کے دانت اوپر تھے، ان کی تھوڑی بالکل ٹیڑھی تھی، وہ اندھے تھے،مگر''وکان ابین الناس'' انسانی تاریخ میں ان سے بہترین خطاب کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آپ حضرت انس بن مالکؓ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ احنف بن قیس ایک آواز لگادے، تو ایک لاکھ انسان اپنی تلواروں کو نیام سے باہر نکال دیں، ایسے صاحب اللسان تھے،تو جسمانی طور پر معیوب ہونا، ان کی کامیابی میں رکاوٹ نہیں بن سکا۔

تحصیل علم کے میدان میں بھی ہمارے اکابر نے کیسی قربانیاں دیں، حاکم جو المستدرک کے مصنف ہیں، جنہوں نے ''المستدرک علی الصحیحین'' کتاب لکھی، اس میں ایسی احادیث کو جمع کیا جو امام مسلمؒ اور امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق تھیں، یعنی امام بخاریؒ نے جب اپنی کتاب کو لکھا تو چند شرائط متعین کیں کہ میں اپنی کتاب میں ایسی ایسی احادیث کو بیان کروں گا، لیکن بہت ساری احادیث ان کی کتاب میں نہیں آسکیں چھوٹ گئیں، امام مسلمؒ نے بھی یہی طریقہ اپنایا تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوری دنیا میں گھوم گھوم کر علم حدیث کو حاصل کیا اور ۹۰ سال کی عمر ہوئی تو کہا کہ مجھے ایسی کتاب لکھنی ہے، جس میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ میں چھوٹی ہوئی تمام احادیث آجائیں، جو شرائط میں ان ہی احادیث کے مطابق ہوں، تو المستدرک علی الصحیحین کے نام سے انہوں نے تقریباً ۱۵ جلدوں میں اپنی زندگی کی ۹۰ بہاروں کے گزرنے کے بعد، جب ۹۱ سال میں قدم رکھا تب لکھنا شروع کیا اور ۲ سال میں اس تصنیف کو مکمل کیا۔

حضرت ابوہریرہؓ کے بہت سارے ایسے تلامذہ ہیں جو آپؓ کے ساتھ تیس تیس سال تک رہے، امام ابو یوسفؒ کے بارے میں آپ بارہا سن چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ آپ ۱۷ سال تک رہے اور بعض روایتوں میں ۲۰ سال تک رہے اور کبھی بھی آپ کی ایک نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ فوت نہیں ہوئی، کیونکہ ہر نماز کے بعد امام صاحبؒ کا درس ہوتا تھا، آپ برابر درس میں حاضر ہوتے تھے تو درس میں حاضر ہونا،محنت کرنا، بلند ہمتی کا اپنے آپ کو حامل بنانا، سستی اور غفلت کو پس پشت ڈالنا، یہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کو بلند مقام تک پہنچادیتی ہیں۔

عبداللہ بن محمد عراق کے فقیہ ہیں، جنہوں نے کتاب المغنی جو ۲۰ جلدوں پر مشتمل ہے کا ۲۳ مرتبہ مطالعہ کیا۔ نعیم المجمر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ۲۰ سال تک رہے۔عبداللہ بن نافع، امام مالک کی خدمت میں ۳۵ سال رہے۔ ثعلبہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۵۰ سال تک اپنے استاذ ابراہیم حربی کی کوئی نحو وصرف کی مجلس نہیں چھوڑی۔ ابو زرعہؒ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ امام احمدؒ لاکھوں احادیث کے حافظ تھے۔ مکحولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے طلب علم کے لئے پوری روئے زمین کی خاک چھان ڈالی۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک لاکھ اساتذہ سے احادیث لیں اور ہر ہر استاذ سے دس دس ہزار۔

اللہ رب العزت سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی ایسی ہمت عطا فرمائے، جیسی ان لوگوں کو عطا کی گئی تھی اور اللہ رب العزت ہمیں علم نافع کی دولت سے مالا مال فرمادے اور آخرت میں ہمارے ذکر خیر کو باقی رکھنے کا فیصلہ فرمائے اور ہم سے راضی ہوجائے۔آمین۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوت تقریری مقابلہ

رپورٹ: مولانا توصیف احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۱۹ مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب شہر بھر کے مختلف دینی مدارس کے طلبا کے درمیان ''عقیدۂ ختم نبوت، جھوٹے مدعیان نبوت، ظہور مہدی، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام'' و دیگر موضوعات پر تقریری مقابلہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں منتخب گیارہ طلبا نے حصہ لیا، جن کو مختلف عنوانات دیئے گئے تھے۔ ان طلبا کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

سید سمیع اللہ (درجہ خامسہ، جامعہ اسلامیہ طیبہ)، محمد ابوبکر بن عبدالرحمن (درجہ رابعہ، جامعۃ الرشید)، محمد بن مستقیم (درجہ ثالثہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن)، محمد صاحبزادہ (درجہ سابعہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن)، نعیم الرحمن (درجہ سادسہ، گلشن عمر، سہراب گوٹھ)، مظہر رسول (درجہ خامسہ، جامعہ دارالعلوم کراچی)، سمیع الحق بن امیر خان (درجہ ثانیہ، جامعہ بطحا، نئی حسن)، عبدالستار بن محمد دین (درجہ سابعہ، جامعہ دارالعلوم کراچی)، اختر علی بن عبداللہ (درجہ اعدادیہ دوم، جامعہ بطحاء نئی حسن)، محمد زاہد اقبال (درجہ سابعہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) محمد امین خان۔

تمام طلبا نے سات سات منٹ پر مشتمل محدود وقت میں اپنے موضوع پر بہت اچھا، مدلل اور پُر اعتماد بیان کیا۔ تاہم اول پوزیشن محمد زاہد اقبال نے حاصل کی اور انعام میں انہیں ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' (مکمل واعلیٰ ایڈیشن) سیٹ دیا گیا، جبکہ دوم پوزیشن محمد صاحبزادہ نے حاصل کی اور ان کو ''تحفۂ قادیانیت'' مکمل جدید سیٹ دیا گیا۔ اسی طرح سوم پوزیشن نعیم الرحمن نے حاصل کی۔ ان کو بھی انعام میں اختلاف امت اور صراط مستقیم، سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور تحفۂ قادیانیت جلد دوم اور چہارم دی گئی۔ مقابلے میں حصہ لینے والے باقی طلبا کو تحفۂ قادیانیت جلد دوم اور چہارم اعزازی طور پر دی گئی۔

منصفین کے فرائض دارالافتا ختم نبوت کے مولانا مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی اور مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی دامت برکاتہم نے انجام دیئے۔ پروگرام کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کی اور مہمان خصوصی صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی تھے۔ ان حضرات نے اپنے دست مبارک سے کامیاب طلبا کو انعامات دیئے۔ نقابت کے فرائض جامعۃ الرشید شعبہ صحافت کے طالب علم مولانا محمد شعیب نے ادا کئے۔ اللہ رب العزت تمام شرکاء کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان حضرات کو قبول فرمائے۔ اب ہم اول، دوم اور سوم آنے والے طلبا کی تقاریر اختصار کے ساتھ شامل اشاعت کرتے ہیں:

تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

اول: محمد زاہد اقبال (بنوری ٹاؤن کراچی)

صدر مجلس! لائق صد تکریم علماء کرام اور طلبا کرام اور تحفظ ختم نبوت کے مجاہد ساتھیو! آج میں جس موضوع سخن کو لے کر حاضر ہوا ہوں، وہ تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے معنون ہے۔

میرے دوستو! الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، ختم نبوت پر ہمارا کامل ایمان ہے، عقیدۂ ختم نبوت ہر مسلمان کی پہچان ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے، ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے، جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے، ہم اپنے قلم سے، اپنے عمل سے، اپنے آنسوؤں سے، اپنی محبت کے چراغوں سے، اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہیں، اس فریضے کی ادائیگی سے اس دنیا کا وقار وابستہ ہے، جسے اسلامی دنیا کہتے ہیں۔

آقا نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے ظہور کی نشاندہی کی، آج جبکہ فتنوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور بلائیں ختم نبوت کے تصور پر بھیس بدل کر حملہ آور ہو رہی ہیں، ہمیں اس عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے، فتنوں کی سرکوبی کے لئے سینہ سپر ہو جانا چاہئے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فتنوں سے لڑنے والوں کا مقام بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''حق تعالیٰ کا نظام قدرت وحکمت بھی عجیب ہے، بعض حضرات بزم جہاں میں دیر سے آتے ہیں، مگر ان کو نشست صدیقین اولین کے پہلو میں دی جاتی ہے۔''

میرے دوستو! دنیا بھر کا ہندو، یہودی، عیسائی، دہریہ، قادیانی مذہب کے تحفظ کے لئے اپنی طاقت کی چھتری مہیا کرنا ضروری سمجھتا ہے اور عالم اسلام کو ڈائنامیٹ سے اُڑا دینے کا عزم رکھتا ہے، تمام طاغوتی برادری عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون اور محافظ ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ پر فرض ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہو اور جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کر ڈالے۔ اس فریضے کا نام تحفظ ختم نبوت ہے۔ اللہ رب العزت نے ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی جماعت اور فتنوں کی سرکوبی کرنے والی جماعت کی

صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یحبھم اللہ''... ان سے محبت کرتا ہے، ''ویحبونہ'' وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، ''اذلۃ علی المومنین'' مومنوں کے سامنے سر نیچا دکھانے والے ''اعزۃ علی الکافرین'' کفار کے مقابلے میں معزز اور سربلند یعنی ''اشداء علی الکفار رحماء بینھم، یجاھدون فی سبیل اللہ'' اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ''ولا یخافون لومۃ لائم'' ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہیں کرتے، ''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء'' اللہ کا فضل ہے، دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

میرے دوستو! ختم نبوت کا تحفظ کرنا بہت اہمیت کا حامل فریضہ ہے، یہی وجہ ہے کہ آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں حضرت فیروز دیلمیؓ کو روانہ کیا۔ صحابہ کرامؓ نے فتنہ ارتداد کا قلع قمع کیا تو مسیلمہ کذاب جیسے ملعون جھوٹے مدعی نبوت کو واصل جہنم کیا۔

مسلمانو! عقل وفکر کے چراغ روشن کرکے دل و دماغ کی گہرائیوں میں اتر کر سوچو! کیا ہم نے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا؟ ہم نے ناموس رسالت کا تحفظ کیا؟

میرے بھائیو! یہ دنیا کی زندگی چند دن کی زندگی ہے جو چند ساون کے بادلوں کی طرح گزر جائے گی اور بالآخر وہ وقت آن پہنچے گا جب خدا کے فرشتے ہمارا چراغ زندگی بجھانے کے لئے آجائیں گے، جب ہمارا جسم ڈھیلا پڑ جائے گا، جب روح جسم سے پرواز کر جائے گی، اس وقت ہم اپنے چہرے سے مکھی اڑانے سے بھی عاجز ہوں گے اور ہر مرنے والے کی طرح ہمیں بھی پیوند خاک کردیا جائے گا، قیامت کی صبح دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پھر حشر کا میدان ہوگا، سورج انگارے اگل رہا ہوگا، ہر کوئی اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا، اس روز ہمارے دوست، ہمارے رشتہ دار، ہماری اولاد، ہماری بیوی بچے، ہماری دولت وثروت ہمارے بنگلے کچھ کام نہ آئیں گے، اس حال میں ہم شافع محشر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوں گے اگر سرور کائناتؐ نے ہم سے یہ سوال کرلیا کہ تمہارے سامنے میری نبوت ورسالت پر ڈاکا زنی ہوتی رہی تم نے کیا کیا؟ قادیانی بازاری اور گندی زبان استعمال کرتے رہے تم نے کیا کیا؟ تمہاری زندگی میں تمہارے سامنے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کی تشہیر وتبلیغ ہوتی رہی لوگ مرتد ہوئے تم نے کیا کیا؟

سرور کائنات کے امتیو! وقت کے ہر لمحے کو غنیمت جانئے آج محبت رسولؐ ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم تاج وتخت ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ ملت اسلامیہ کے مشائخ عظام اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو قادیانیوں کے خلاف سربکف ہونے کا حکم دے کر حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی یاد تازہ کردیں۔

ملت اسلامیہ کے نوجوان اپنی مہکتی جوانیاں تحفظ ناموس رسالت کے لئے وقف کردیں، اہل دولت وثروت اپنے مال کا ایک حصہ تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کردیں، اہل قلم حضرات فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قلم سے تلوار کا کام لیں۔

علمائے کرام کو چاہئے کہ ہمیشہ کی طرح ملت اسلامیہ میں اتحاد واتفاق کی فضاء ہموار کرتے رہیں، نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لئے کالجوں اور اسکولوں میں ختم نبوت کے موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں۔ عوام الناس کو چاہئے قادیانیوں سے معاشی اور سماجی بائیکاٹ کرکے اپنی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں۔ اللہ رب العزت ہم کو ختم نبوت کے تحفظ کی پوری ذمہ داری سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں نوجوانوں کا کردار

دوم: محمد صاحبزادہ (بنوری ٹاؤن کراچی):

سامعین محترم! بزرگان ملت وبرادران عزیز: آج اس تقریری مقابلہ کی محفل سعید میں جس موضوع پر علم کی تنگ دامنی اور مختصر وقت کے باوجود روشنی ڈالنے جارہا ہوں، وہ ''۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں نوجوانوں کے کردار'' سے معنون ہے۔

سامعین محترم! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب انگریز اپنی بڑی کوششوں کے باوجود مسلمانوں کو زیر نہ کرسکا تو ختم نبوت کے قلعہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے نقب لگانے کی ناپاک جسارت کی، جس سے ملت اسلامیہ کو انگریزوں کا دائمی غلام بنانے اور اس کے بدن سے روح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جذبہ جہاد نکالنے کی ہولناک سازش کی۔ مگر ہمارے اکابر نے اپنی ایمانی اور وجدانی کیفیات سے سرشار ہوکر اس کا تعاقب کیا اور ان کے خلاف نتیجہ خیز تحریکیں چلائیں، ان میں سے ایک تحریک تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ہے۔

پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کے ذریعے قادیانیت سرکاری سائے میں پروان چڑھنے لگی تو اس وزیر خارجہ نے مرزائیت کے جنازے کو اپنی وزارت کے کندھوں پر لاد کر بیرون ملک اسے متعارف کرانے کی کوشش تیز سے تیز تر کردی اور اندرون ملک اپنے لئے الگ صوبہ بنانے اور بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی ناپاک سازشیں شروع کیں، ان حالات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رگ حمیت وحسینی خون نے جوش مارا اور پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے حکومت کے سامنے چار مطالبات رکھے:

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے، (۲) چوہدری

سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کردیا جائے، (۳) تمام کلیدی عہدوں سے مرزائیوں کو ہٹادیا جائے، (۴) اور ربوہ کی زمین سے مرزائیوں کے نام، پٹہ منسوخ کرکے وہاں مہاجرین کو آباد کردیا جائے۔

میرے عزیز ساتھیو! جب وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے اندرونی دباؤ اور بیرونی طاقتوں کے کہنے پر مطالبات کو یکسر مسترد کردیا تو علماء حق اور پیران عظام مدرسوں اور خانقاہوں کو چھوڑ کر شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے نکل پڑے۔ امت مسلمہ کے جیالے، جری اور کڑیل جوانوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں کیا، میدان میں کود پڑے، یہ وہ عظیم نوجوان تھے جن کا مرنا جینا ختم نبوت کے لئے تھا، جو ساری زندگی سارقان ختم نبوت پر شاہین بن کر جھپٹتے رہے۔ جنھوں نے اپنی لاشوں کا بند باندھ کر مسلمانوں کی نوخیز نسل کو دریائے ارتداد میں ڈوبنے سے بچالیا، جنھوں نے اپنی عمر عزیز کی جوانی کی بہاریں جیل کی کال کوٹھریوں میں گزاردیں، جن کے دست و بازو تو قلم ہوگئے، لیکن پرچم نبوت کو گرنے نہیں دیا، جنھوں نے کالی سڑکوں پر اپنے خون سے ختم نبوت زندہ باد رقم کیا، جنھوں نے جابر حکمرانوں کے ایوانوں میں ''لا نبی بعدی'' کے نعرے بلند کئے، جنھوں نے قادیان اور ربوہ میں زلزلے برپا کردیئے، جنھوں نے آتش نوا اور جہاد پرور خطابت سے دلوں کے سمندروں میں طغیانی برپا کردی۔

میرے ساتھیو! اس تحریک میں ایسی دلیر مائیں بھی تھیں جنھوں نے آمنہ کے لالؐ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے اپنے ہاتھوں سے ہار پہنا کر اپنے جگر کے ٹکڑوں کو سوئے مقتل روانہ کیا، اور یہ وہ نوجوان تھے جو سینے کھول کھول کر سامنے آتے رہے اور جام شہادت نوش کرتے رہے، اسی تحریک کے دوران ایک مرتبہ لاہور میں کرفیو لگ گیا، اذان کا وقت ہوا تو ایک نوجوان کرفیو کی خلاف ورزی کرکے آگے بڑھا مسجد میں پہنچا اذان شروع کی، ابھی ''اللہ اکبر'' ہی کہہ پایا تھا کہ گولی لگی اور شہید ہوگیا، دوسرا نوجوان آگے بڑھا، اس نے ''اشہد ان لا الہ الا اللہ'' کہا تھا کہ گولی لگی، شہید ہوگیا، تیسرا نوجوان آگے بڑھا اس نے ''اشہد ان محمد رسول اللہ'' کہا گولی لگی، وہ بھی شہید ہوگیا۔ غرضیکہ باری باری ۸ مسلمان شہید ہوگئے مگر اذان پوری کرکے چھوڑی۔

سامعین محترم! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مرزائیت کے خلاف ایسا احتسابی شکنجہ تیار کیا کہ مرزائیت مناظرہ، مباہلہ، تحریر و تقریر اور عوامی جلسوں میں شکست کھا گئی، جگہ جگہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے لگے، یہاں تک کہ مولانا لال حسین اخترؒ نے برطانیہ سے آسٹریلیا تک قادیانیت کے تعاقب کو نہیں چھوڑا انشاء اللہ ہم بھی ان اکابرین و نوجوانوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے تن من دھن قربان کریں گے۔

شاعر نے کیا خوب کہا:

کچھ اہل ستم، کچھ اہل حشم اسلام کو ڈھانے آئے تھے
دہلیز کو چوم کے چھوڑ گئے سوچا کہ یہ پتھر بھاری ہے
زخموں سے بدن گو چور سہی، تم اپنے شکستہ تیر گنو
خود ترکش والے کہہ دیں گے یہ بازی کس نے ہاری ہے

عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان

سوم: نعیم الرحمٰن (گلشن عمر، سہراب گوٹھ)

میرے انتہائی واجب الاحترام معزز علماء کرام، طلباء عظام آج کی اس محفل میں ''عقیدۂ ظہور مہدی'' کا ثقیل عنوان اپنے ناتواں کندھے پر اٹھائے حاضر ہوں، رب کریم مجھے حق سچ کہنے اور ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ختم نبوت کے غیور جیالو! حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا چودہ سو سال سے یہ عقیدہ اور نظریہ ہے کہ وہ آخری دور میں تشریف لائیں گے اور امت مسلمہ کی قیادت کریں گے اور اللہ کی زمین پر قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کا قانون نافذ کریں گے۔ جس کے نتیجے میں امن کا بول بالا ہوجائے گا۔

ارباب علم و دانش جانتے ہیں کہ یہ وہ مہدی علیہ الرضوان ہیں جن کے بارے میں ابوداؤد شریف میں ہمیں یہ حدیث ملتی ہے: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مہدی میرے خاندان میں سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔''

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی کتاب عقائد اسلام میں یوں رقم طراز ہیں: ''یہ کہ قیامت کی علامات تو بہت زیادہ ہیں لیکن کچھ صغریٰ اور کچھ کبریٰ اور علامات کبریٰ میں سے سب سے پہلی اور اہم علامت ظہور مہدی ہے۔'' یہ تو وہ مہدی ہیں کہ جن کے متعلق مشکوٰۃ شریف یوں گواہی دیتی ہے کہ پیغمبر کی صاحبزادی، جنت کی عورتوں کی سردار، جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ایک شخص قرب قیامت میں پیدا ہوگا، اس کا نام: محمد، والد کا نام: عبداللہ، والدہ کا نام: آمنہ، صورت و سیرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اور مدینہ میں رہائش پذیر ہوں گے۔

احادیث کی رو سے ہمیں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ چالیس سال کی عمر پانے سے پہلے کسی کو بھی ان کے مہدی ہونے کا علم نہ ہوسکے گا اور تعجب کی بات یہ ہے کہ انہیں خود بھی نہ پتہ ہوگا کہ میں مہدی ہوں تو اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ آج تک جتنے بھی مہدویت کے دعویدار گزرے ہیں، سب کا دعویٰ من گھڑت اور بے بنیاد ہے۔

میرے ساتھیو! مرزا غلام احمد قادیانی دجال نے ۱۸۹۴ء میں مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا (روحانی

خزائن، ج:۸،ص:۴۷۵) وہ بدبخت لکھتا ہے کہ:''مجھے خوشخبری دی گئی اور کہا گیا کہ مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔'' لیکن ابوداؤد شریف یہ بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے، روشن کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے، وہ روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے، جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی، وہ سات برس تک زمین پر برسر اقتدار رہیں گے، یہ تو مہدیؒ کی علامت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی، لیکن مرزا قادیانی کی منحوس شکل اور ٹیڑھی ناک سے تو آپ سب واقف ہیں۔ میرے محبوب پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ مہدی روئے زمین پر سات برس تک برسر اقتدار رہیں گے، لیکن مرزا قادیانی سات برس تو کیا سات منٹ تک بھی برسر اقتدار نہیں رہا، آمنہ کے لال، عبداللہ کے دُرِّ یتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ:''مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے۔'' لیکن قادیانی اپنی کتاب روحانی خزائن، ج:۱۳،ص:۱۶۲ پر لکھتا ہے کہ: ''میری قوم مغل برلاس سے ہے۔'' مرزا قادیانی تو ایسا بے وقوف تھا کہ اس کا دعویٰ خود اسی کی عبارتوں سے باطل ثابت ہوتا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ مہدی علیہ الرضوان کفار کے ساتھ قتال فرمائیں گے اور عدل و انصاف کا بول بالا فرمائیں گے، انگریز کے اس خودکاشتہ پودے نے جہاد کو حرام قرار دیا۔

سامعین محترم! عقیدۂ ظہور مہدی کے متعلق احادیث اور آثار کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن میں وقت کی قلت کے باعث ان ہی بے ربط باتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقائدِ اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور ایسے جھوٹے بدبختوں کی مکاری سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

حضرت مولانا عبدالحنان جہانگیرویؒ

محمد زین العابدین، کراچی

۴؍جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۶؍مئی ۲۰۱۱ء بروز جمعرات شام کے وقت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید، خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوریؒ کے ہم عصر و ہم درس، حضرت مولانا سمیع الحق و حضرت مولانا انوارالحق کے ماموں، حضرت مولانا محمد زرولی خان، حضرت مولانا مختار اللہ حقانی، حضرت مولانا سعید اللہ شاہ، حضرت مولانا فضل ربی جیسے سینکڑوں جید علمائے دین کے استاذ اور استاذ الاساتذہ، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند انڈیا کے فاضل، بزرگ اور جید عالم دین حضرت مولانا عبدالحنانؒ جہانگیرویؒ سو سال سے زائد قابل رشک عمر گزار کر رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مدنیؒ کے شاگردوں کی تعداد اس زمانے میں بہت کم رہ گئی ہے، ان میں حضرت مولاناؒ سب سے زیادہ معمر اور قدیم ترین بزرگ تھے۔

حضرت مولانا عبدالحنان جہانگیرویؒ ۱۹۱۲ء میں اکوڑہ خٹک کے نواحی قصبے جہانگیرہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی جو عالمہ فاضلہ تھیں، اس کے بعد علاقے کے ایک عالم دین حضرت مولانا فضل علیؒ سے قرآن کریم پڑھا، فقہ و فارسی کی بعض کتب بھی ان ہی سے پڑھیں، چھ برس کی عمر میں ۱۹۱۹ء میں اسکول میں داخل کئے گئے اور ۱۹۲۳ء میں آپ کے والد ماجد انتقال کرگئے، جبکہ آپ کی عمر صرف گیارہ سال تھی، اسکول میں کچھ عرصہ ایک مخصوص نصاب مکمل کرنے کے بعد مدرسہ سراج الاسلام موضع شیدو میں دینی تعلیم کی ابتدا فرمائی، ایک سال یہاں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اس کے بعد پھر آپ دارالعلوم سے مظاہرالعلوم سہارنپور منتقل ہوگئے، وہاں آپؒ نے صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں، اگلے سال دوبارہ اہل حق کی عظیم دینی درسگاہ دیوبند تشریف لے آئے، دارالعلوم دیوبند میں چھ برس تک تحصیل علم کے بعد ۱۳۵۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور حضرت مولانا عبدالسمیع شامل ہیں۔ فراغت کے بعد آپؒ نے مختلف مساجد و مدارس میں تدریس فرمائی بعدازاں آپؒ نے اپنے گھر کو اپنا درس و تدریس کا مرکز بنالیا تھا اور وہاں آپؒ نے صحاح ستہ تک تمام کتابوں کا درس دیا، بڑے بڑے شیوخ الحدیث اور جید علماء کرام آپ کے شاگرد ہیں ملک عزیز پاکستان میں چلنے والی تحاریک میں بھی حصہ لیتے رہے، خصوصاً فتنۂ قادیانیت کے خلاف آپؒ نے حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی قیادت میں بھرپور جدوجہد کی، جمعیت علماء اسلام کا بھی ہمیشہ ساتھ دیا، کئی بار حج و عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، افغانستان میں طالبان حکومت میں غزنی، ہرات اور قندھار کا بھی سفر کیا۔

بہرحال حضرت مولاناؒ اس گئے گزرے دور میں اہل حق کی یادگار تھے، آپ کا جنازہ جہانگیرہ صوابی میں ہوا، جنازہ میں عوام الناس اور علماء کا ایک جم غفیر تھا، کبار علماء میں سے مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، مولانا سمیع الحق اور مولانا محمد زرولی خان اور کئی ایک اہم ترین شخصیات شریک ہوئیں، جبکہ جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد نے بھی جنازہ میں شرکت کی بعدازاں آپ کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قبرستان میں بانی جامعہ اور آپ کے رفیق حضرت مولانا عبدالحقؒ کے پہلو میں سپردخاک کردیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرتؒ کے ساتھ رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے۔ آپ کے تمام اعمال خیر کو شرف قبولیت نصیب فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆

قادیانی سوالات اور ان کے جوابات!

مولانا غلام رسول دین پوری

تیسری قسط

اب ایک پیش گوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ایک مرزا قادیانی کی۔ ایک کی پیش گوئی سچی اور ایک کی جھوٹی ہوگی۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ دونوں سچی ہوں۔ یہ تو اجتماع ضدین ہے اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی بھی سچی نہ ہو تو ماننا پڑے گا، ایک سچی اور ایک جھوٹی ہے۔ کیسے بھائی اسلم؟ جی بالکل! قادیانیوں کا مقدر دیکھو۔ وہ کہتے ہیں مرزا قادیانی کی بات سچی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ! نقل کفر کفر نباشد) کی جھوٹی۔

اسلم قادیانی: ”استغفر اللہ، توبہ توبہ“

حاضرین نے بھی درد بھرے لہجے میں کہا:

”استغفر اللہ، استغفر اللہ“

اسلم قادیانی: سورۂ مائدہ کی ایک آیت ہے۔ جس میں ہے کہ جتنے بھی رسول آئے وہ فوت ہوگئے۔ آیت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی ہے۔ آپ سے پہلے کے رسولوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ لہٰذا وہ بھی فوت ہوگئے۔

مولانا اللہ وسایا: بھائی اسلم! یہ ہے سورۂ مائدہ کی وہ آیت مبارکہ جس کے متعلق آپ کہتے ہیں، دیکھئے:

”ما المسیح ابن مریم الا
رسول قد خلت من قبلہ الرسل
وامہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام۔“
(المائدہ:۷۵)

ترجمہ: ”مسیح ابن مریم علیہما السلام تو رسول ہے۔ اس سے پہلے رسول ہوچکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔ دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔“

یہ ہے اس کا ترجمہ بالکل اس طرح کی آیت کریمہ سورۂ آل عمران میں ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازل ہوئی۔ دیکھئے: ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔“ (آل عمران:۱۴۴) ”اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہے۔ ہوچکے اس سے پہلے بہت سے رسول۔“ میرے ماں باپ، میرا جسم وروح، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ بھائی اسلم! میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زندہ تھے یا نہیں؟۔

اسلم قادیانی: زندہ تھے۔

مولانا اللہ وسایا: جس طرح اس آیت کے نزول کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو اسی طرح پہلی آیت مبارکہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے۔ جس طرح اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔

اسلم قادیانی: مجھے سمجھاؤ ذرا میری سمجھ میں نہیں آیا؟

مولانا اللہ وسایا: آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ چلو بقول تمہارے اس آیت (پہلی آیت مبارکہ) سے ثابت ہوا اس آیت (دوسری آیت مبارکہ) سے ثابت نہ ہوا۔ تو کہہ دے۔ اس آیت سے نہ سہی اس آیت سے ہی سہی۔

اسلم قادیانی: میری سمجھ میں نہیں آیا۔

مولانا اللہ وسایا: سورۂ مائدہ کی آیت میں ہے۔ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ ﴿کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے رسول ہوچکے ہیں۔﴾ اور سورۂ آل عمران کی آیت میں بھی ”قد خلت من قبلہ الرسل“ ﴿کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسول ہوچکے ہیں۔﴾ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سورۂ مائدہ والا حکم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اس وقت نازل ہوا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے رسول گذر چکے ہیں اور سورۂ آل عمران والا حکم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوا جب آپؐ زندہ تھے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ سے پہلے کے رسول گذر چکے۔ ان دونوں آیتوں کے حکم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے۔ ان سے وفات تو ثابت نہیں ہوتی۔

بھائی اسلم! یہ فرق تیرے مولویوں نے تجھے نہیں سمجھایا میں تجھے سمجھاتا ہوں۔

اسلم قادیانی: دیکھو جی بات صاف ہے مجھے انہوں نے یہ فرق نہیں بتلایا اور نہ ہی دوسری آیت بتلائی۔ بس صرف ایک آیت بتلائی ہے۔ اچھا یہ بتاؤ؟ یہ کس سورۃ کی آیت ہے؟ اور کون سے نبی کی

آیت ہے؟ (یہاں اسلم قادیانی کا دماغ چکرا گیا)

مولانا اللہ وسایا: ہمارے نزدیک ہمارے قرآن پاک کے مطابق سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۷۵ ہے اور تمہارے نزدیک آیت نمبر ۷۶ ہے۔

اسلم قادیانی: وہ کس طرح؟

مولانا اللہ وسایا: یہی تو قادیانی امت کو دھوکہ دیتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو چکر دیتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ ہمارے اعداد وشمار کے مطابق قرآن پاک کی سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۷۵ ہے اور قادیانیوں کے اعداد وشمار کے مطابق آیت ۷۶ ہے۔ (دیکھئے! مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر صغیر ص۲۳۳) بھائی اسلم! مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی تفسیر میں سورۂ مائدہ کی آیت کے تحت حاشیہ میں سورۂ آل عمران کا حوالہ بھی دیا ہے اور دونوں سے اس سے وفات مسیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اب میں تھوڑی سی تفصیل عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ سورۂ مائدہ والی آیت میں عیسائیوں کے دو فرقوں کی تردید کر کے صحیح صورتحال سمجھائی ہے۔

پہلا گروہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام خود خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کی تردید یوں فرمائی:

"لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسيح ابن مريم، وقال المسيح يبنی اسرائيل اعبدوا الله ربی وربکم" (المائدہ:۷۲)

ترجمہ: "البتہ وہ کافر ہوئے جن کا یہ قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔ کیونکہ مسیح نے تو خود کہا ہے اور ساتھ کے ساتھ یہ فرمایا کہ وہ تو بنی اسرائیل کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ خدا کی عبادت کیا کرو۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔"

اگر حضرت مسیح خدا ہوتے تو اپنی عبادت کی تعلیم دیتے، نا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

دوسرا گروہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرے ہیں۔ یعنی خدا تین کے مجموعے کا نام ہے۔

۱:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

۲:..... حضرت مریم علیہا السلام۔

۳:..... اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی۔

اس فرقہ کی تردید اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی:

"لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة۔" (مائدہ:۷۳)

ترجمہ: "البتہ وہ کافر ہوئے جن کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں اس فرقہ کو کافر کہا گیا ہے۔ جو تثلیث کا قائل ہے۔ ان دونوں فرقوں اور گروہوں کی تردید کر کے صحیح صورتحال بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل" کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا۔ (نہ تو خدا ہے اور نہ ہی تین میں سے تیسرا ہے۔ بلکہ) صرف خدا کا رسول ہے۔ جیسا کہ ان سے پہلے رسول ہو گذرے ہیں۔ ان رسولوں کی طرح یہ بھی ایک رسول ہیں۔ جیسے وہ خدا نہیں تھے۔ اسی طرح یہ بھی خدا نہیں۔ دیکھئے! جو لوگ ایک کو تین اور تین کو ایک کہتے تھے۔ ان پر دلیل قائم کی کہ ہزاروں شخصوں نے ماں بیٹا کو لوازم بشری کا محتاج پایا اور دیکھا ہے بایں ہمہ انہیں خدا کہنے کی ناپاک جرأت کی ہے۔ یہ ان کا کفر ہے۔ بھائی اسلم! یہاں پر بندہ سوچ سکتا ہے اور آسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں موت وحیات کی کیا بحث ہے؟

اب اگر بالفرض! کوئی آدمی یہ آیت سورۂ مائدہ کی قادیانیت کے "علی الرغم" پیش کر دے:

"قل فمن يملک من الله شيئا ان اراد ان يهلک المسيح ابن مريم وامه ومن فی الارض جميعاً" (المائدہ:۱۷)

ترجمہ: "آپ فرمادیں! کون سی چیز خدا کو روک سکتی ہے۔ اگر وہ یہ چاہے کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام اور اس کی ماں کو نیز تمام وہ مخلوق جو صفحہ زمین پر ہے۔ ہلاک کر دے۔"

اس میں ایک تو ہلاک کر دے، بتلا رہا ہے کہ اب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کو ہلاک نہیں کیا اور دوسرا جملہ "من فی الارض جميعاً" بھی بتلا رہا ہے کہ "جميع من فی الارض" زندہ ہیں تو مسیح بھی زندہ ہیں۔ تو قادیانی کیا جواب دیں گے؟ اگر سورۂ مائدہ کی اس آیت سے استدلال صحیح نہیں تو قادیانیوں کا غلط استدلال بدرجۂ اولیٰ واتم غیر صحیح ہے۔ (جاری ہے)

جناب منظور احمد ایڈووکیٹ کو صدمہ

کراچی... گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ کی خوشدامن صاحبہ کا نیلم کالونی کراچی میں انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مولانا محمد عاصم زکی صاحب نے پڑھائی۔ جامعہ کے اساتذہ کرام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا توصیف احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، مرحومہ کے عزیز واقارب اور کثیر تعداد میں وکلاء برادری نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مجلس کے مرکزی راہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، علامہ احمد میاں حمادی اور دیگر علمائے کرام نے جناب منظور احمد صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعائیں کیں۔

ان مسلمانوں کے نام جو محبتِ رسول کا دم بھرتے ہیں!

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی

اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید ہے کہ آپ خیر وعافیت سے ہوں گے، ہماری دعا ہے اللہ عزوجل اپنی خاص رحمتیں آپ پر نازل فرمائے، اور امام الانبیاء خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر اور شفاعت عطا فرمائے (آمین)

یہ بات تو پکی ہے کہ مرتے وقت اگر اللہ نہ کرے کسی کو کلمہ طیبہ نصیب نہ ہو سکا تو اس کی وجہ ہماری غفلت اور دین سے دوری ہے، جس اولاد اور بہن بھائیوں کے لیے ہم دوست اور دشمن کی تمیز صرف اسی لیے ختم کر دیتے ہیں کہ ہمیں گھر کو چلانا ہوتا ہے، بچوں کو پڑھانا، ان کی اچھی تربیت کرنا ہوتی ہے۔ یہ اولاد تمہارے مرنے کے بعد تمہاری دولت وجائیداد کو آپس میں بانٹ کر خوشی خوشی دنیا کے مزے لے گی۔ چند روز قبر پر حاضری ہوگی، زبردستی آنکھوں سے آنسو نکالیں گے، بالآخر آہستہ آہستہ باپ کا چہرہ بھی آنکھوں میں خواب کی طرح ہو جائے گا، پھر وہ دن آئے گا تمہاری اولاد قبر بھی بھول جائے گی (جیسے ہم آج اپنے آباؤ اجداد کی قبر بھلا بیٹھے ہیں) اور پھر وہ وقت بھی آئے گا تم ایسے لگو گے جیسے دنیا میں آئے ہی نہ تھے، پڑے رہو گے قیامت تک اکیلے اندھیری کوٹھری میں، کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ آج جس بدن پر مکھی بیٹھنا گوارہ نہ تھی پڑی ہے اکیلی جان، تم پکارو گے مگر اللہ کے علاوہ کوئی تمہاری پکار نہ سن سکے گا، اور قیامت میں جب اٹھو گے تو دیکھ لینا، ماں ایک نیکی دینے کے ڈر سے اپنے بچے سے بھاگ رہی ہوگی، باپ دوڑ رہا ہوگا، بھائی منہ چھپاتا پھر رہا ہوگا، ایسے وقت میں سب چھوڑ جائیں گے، زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہوگی، سورج سوا نیزے پر ہوگا، گرمی کی شدت سے لوگ اپنے ہی پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے، تمام نبی کہہ رہے ہوں گے یا رب نفسی نفسی .... ایسے کڑے وقت میں صرف ایک ہستی ایسی ہوگی جن کے ہاتھ اٹھے ہوئے ہوں گے، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہوگا، داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگی، نظریں اوپر کو اٹھی ہوئی ہوں گی، لب بڑی بے تابی سے ہل رہے ہوں گے اور آقا مدنی ﷺ تڑپ تڑپ کر کہہ رہے ہوں گے، یارب امتی امتی.....یارب.....امتی....

میرے بھائی دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر اپنے بزنس کو چمکانے کی خاطر ایسے باوفا نبی سے بے وفائی نہ کریں، یہ دنیا کے مال و دولت تو ایک دھوکا ہے، آج میرے پاس تو کل کسی اور کے پاس، ہاں یہ بھی تو ہے آج کوئی امیر ہے تو کل فقیر.... لیکن پھر بھی گھریلو حالات کی وجہ یا دولت کی حرص ہمیں مجبور کرے کہ ہم گستاخان رسول سے لین دین کریں، انسانیت بھی تو کوئی چیز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں سے لین دین کیا ہے۔ میرے پیارے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرامؓ نے کسی بھی گستاخ رسول سے لین دین کیا ہے؟ کاروبار یا کوئی اور معاملہ کیا تھا؟ کیا صحابہ کرامؓ نے گستاخان رسول کے وجود کو دنیا میں برداشت کیا تھا؟ اللہ کا قرآن ہمیں بتاتا ہے۔ مسلمانو! تمہارا تمہاری جان پر اتنا حق نہیں ہے جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے (اللہ اکبر) اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اپنے دشمن کا مکمل سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اس کو اپنے گھر میں داخل ہونے نہیں دیتے چاہے وہ ہمارا سگا چچا ہی کیوں نہ ہو۔

ارے میرے بھائی! یہ منظر بھی اپنی نظروں میں رچا بسا لینا، پندرہ صدیاں گزر گئیں، میرے چہرے کی رونق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں کا صدقہ ہے۔ میری زندگی کی آبادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فاقوں کا صدقہ ہے، میری اولاد اور نسل کا بقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوثر کا صدقہ ہے، اگر وہ نہ روتے، میرے چہرے پہ رونق نہ ہوتی، وہ فاقے نہ کاٹتے تو رب مجھے رزق کی روٹیاں نہ دیتا، ہمارے چہرے سلامت انہیں کا صدقہ ہے، ہماری نسل سلامت انہیں کا صدقہ ہے، زمین وآسمان، بروبحر، شجروحجر، سورج، چاند، ستارے سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے، اللہ کے بعد وہ سب کچھ ہیں، اب نجات صرف ان کی اتباع میں ہے، جب یہ آگئے ہیں، اب ان سے آگے جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ جو بھی ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا رب اس کا فیصلہ جہنم کرے گا اور جو ان کے پیچھے گزارا کرے گا جیسا کیسا بھی ہوگا جنت کا وارث بن جائے گا (انشاء اللہ) آئیے ہم بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں: ’’اے اللہ ہم کمزور ہیں ہم سے تحفظ ناموس رسالت وختم نبوت کا مقدس ومطہر کام لے لے، اگر آپ نہ چاہیں گے تو ہم کبھی بھی نہیں کر سکتے، اے اللہ اس سے پہلے ہم سے جتنی بھی غلطیاں جانے یا انجانے میں ہوئیں، ہمیں معاف فرما دے۔ آج کے بعد ہمارا مال، ہماری جان اور خون کا ہر قطرہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہے۔ (انشاء اللہ)

☆☆.........☆☆

REGD. NO. SS-160

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

30 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و
ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
اِنْشَاءَ اللہ

بتاریخ
7 شعبان ۱۴۳۲ھ بمطابق 9 جولائی 2011
تا
27 شعبان ۱۴۳۲ھ 29 جولائی 2011

زیر سرپرستی
حکیم العصر محدث دوراں
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت © چناب نگر ضلع چنیوٹ
چناب نگر 047-6212611
ملتان 061-4783486